

# قرآن پاک اور سائنس: آویزش یا ہم آہنگی

## قرآنی وجودیات (Qur'anic Ontology)

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے علاوہ جو کچھ بھی ہے ، قرآن پاک اسے دو کیٹیگریز : خلق اور امر ، میں تقسیم کرتا ہے۔ ارشاد ہے: ۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۔ ”سن لو! خلق بھی اسی کی ہے ، امر بھی اسی کا ہے“ (القرآن، 7:54) ساری کائنات اللہ کی تخلیق ہے اور اسی کے امر سے چل رہی ہے۔ کائنات کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو اللہ کی خلق اور اس کے امر کے ارتباط سے خالی ہو۔ امر، علم الہی میں پہلے وجود پذیر ہوتا ہے اور خلق ، تدبیر الہی سے ، اس کے مطابق صورت اختیار کرتی ہے۔ خلق جب امر کو سنبھالنے کے قابل ہوجا تی ہے تو امر اس سے وابستہ کر دیا جاتا ہے یا اس کے اندر پھونک دیا جاتا ہے۔ امر وہ ہدایت اور رہنمائی ہے جو اللہ نے اپنی خلق کی ہر شے کے اندر اور بحیثیت مجموعی پوری کائنات کے اندر ودیعت کر دی ہے۔ اللہ کا امر ہر شے کے اندر اس کی بنیادی فطرت (essential nature) کے طور پر موجود ہے اور اسکی مقصدیت کا تعین کرتا ہے۔ خلق کے اندر امر ودیعت ہونے سے ہی نفس شےء اپنی فطرت کے مطابق فعلیت کے قابل بنتا ہے۔ (The Qur'anic ontology and staus of al-Haqq,, 58) ارشاد ربانی ہے: فَأَقَمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ لَا وَلَٰكِنَّا أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۸﴾ تو اپنا رخ دین حنیف کیلئے سیدھا رکھو۔ اللہ کی رکھی ہوئی فطرت پر جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی خلق تبدیل نہ کرو۔ یہی سیدھا دین ہے، ولیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ (القرآن، 30:30) اللہ نے لوگوں کو دین حنیف کی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ اللہ ہر ایک کو پاک فطرت پر پیدا کرتا ہے۔ فطرت کا تعلق پاکی ہی سے ہے۔ اللہ کی خلق کو تبدیل نہ کرنے کا حکم ہے۔ اپنی پسند کو خلاف حق نافذ کرنا ، اللہ کی خلق کو تبدیل کرنا ہے۔ (ت ف 5، 30-229) زمین و آسمان اور ان کے مابین ہر شے کی بھی فطرت ہے۔ فَاَطِيعُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ۔ (6:14)۔ فَاَطِيعُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ۔ (6:80) قوانین فطرت کی تلاش ، در اصل شے کی فطرت کو دریافت کرنے کی کوشش ہے۔ کائنات نیوٹن کی کلوزڈ ، خود کار مشین نہیں ہے جو بنی بنائی ہے اور اب اللہ کے کرنے کا کوئی کام باقی نہیں رہا۔ قرآن پاک کے مطابق ، اللہ اس کائنات کا صرف خالق ہی نہیں ، حکمران، مالک، بادشاہ (مالک الملک) بھی ہے۔ وہی اپنی کائنات کو ایڈمنسٹر کر رہا ہے۔ وہ اپنی تخلیق میں اضافہ پر بھی قادر ہے اور جو چاہے اضافہ کرتا ہے۔ (القرآن، 35:1) اشیاء کو ایک بنیادی فطرت عطا ہونے کے بعد بھی رہنمائی کی ضرورت رہتی ہے۔ مزید رہنمائی جو وہ پسند کرتا ہے، امر الہی کی صورت میں آسمانوں اور زمینوں میں نازل ہوتی رہتی ہے۔ کائنات میں جو نظم اور ربط نظر آتا ہے ، وہ اس بنیادی فطرت کی وجہ سے ہے جو اسے عطا کی گئی ہے اور اس امر کی وجہ سے ہے جو اس میں نازل فرمایا گیا ہے۔

## الوہی انتظام کے تحت چلنے والی کائنات

قرآن پاک الوہی انتظام و انصرام کے تحت چلائی جانے والی کائنات (Divinely administered universe) کا تصور دیتا ہے۔ ”The dilemma of an interventionist deity“ نظم کائنات کے غلط تصور کی پیداوار ہے۔ پہلے سے یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ کائنات ایک خود کار نظام ہے جو قوانین فطرت کے مطابق چل رہا ہے اور معجزات کا مطلب خدا یا مافوق الفطرت ہستی کا نظام کائنات میں دخل انداز ہو کر قوانین فطرت کے عمل کو معطل یا تبدیل کر دینا ہے۔ اللہ کے علم کو مطلق نہیں سمجھا جاتا۔ سمجھا یہ جاتا ہے کہ اس طرح واقعات کی فطری علتوں کے نظام پر انسانوں کا اعتماد متزلزل ہوتا ہے۔ واقعات کی قوانین فطرت کے مطابق سائنسی تشریح کے رجحان کو نقصان پہنچتا ہے۔ واقعات کی سپر نیچرل ایجنسی کے حوالے سے تشریح کا رجحان پیدا ہوتا ہے جو سائنسی پیش بینی اور مظاہر فطرت پر کنٹرول کی صلاحیت کو کمزور کرتا ہے۔ لیکن یہاں تو معاملہ بالکل ہی مختلف ہے۔ اسلام میں کائنات بے خدا نہیں، اللہ کی تخلیق ہے۔ کائنات صرف طبعی حقیقت نہیں، اللہ کا امر بھی اس کے اندر ودیعت ہے۔ اللہ تعالیٰ خود خلق ہے نہ امر۔ وہ فزیکل ہے اور نا ، نان فزیکل۔ وہ نیچرل ہے ناسپر نیچرل۔ وہ ’خلق‘ اور ’امر‘ اور ان سے وابستہ ہر چیز کو عدم سے وجود میں لانے والا (Originator) ہے اور خود ان کے ساتھ کسی طرح کی مماثلت سے ماوراء ہے۔ تمام تعینات کا خالق ہے مگر خود تمام تعینات سے ماوراء ہے۔ کائنات کو ایڈمنسٹر ہی وہ کر رہا ہے۔ مداخلت کا سوال تو تب پیدا ہو جب کائنات کوئی خود کار نظام ہو۔ کائنات تو قوانین فطرت کے مطابق چل ہی اسلئے رہے ہیں کہ اللہ کا امر قوانین فطرت کو اللہ کی قدرت ، علم، حکمت اور ارادے سے متعین کرتا ہے

اور قائم رکھتا ہے۔ اللہ امر کی تدبیر فرماتا ہے۔ جس چیز کو وجود میں لانا چاہتا ہے وہ پہلے اس کے علم کی خلوت میں تعین اختیار کرتی ہے۔ اللہ کے امر 'کن' سے اسکا عنوان رکھا جاتا ہے ، اس کے ارکان جمع ہونے لگتے ہیں اور حکمت الہیہ کے مطابق وہ جلوت میں وجود پذیر ہوتی ہے۔ قوانین فطرت تو قائم ہی اس کی قدرت سے ہیں ، اور اسکی قدرت کے تابع ہیں۔ اسلام تو کائنات کی ہر ہر شے اور پوری کائنات کو اللہ کی آیت قرار دیتا ہے۔ ساری کائنات اللہ کی نشانیوں سے بھری پڑی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تمام سمندر روشنائی ہو جائیں اور تمام درخت قلم، کائنات میں اللہ کے کلمات ختم نہیں ہونگے بے شک روشنائی کے سات سمندر اور آ جائیں۔ (القرآن، 31:27)

### قوانین فطرت اور معجزات

کائنات کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ بے مثل ہے۔ بادشاہی میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ اس نے ہر شے کو خلق فرمایا ہے اور ہر شے کی ساخت میں اس کے منشا تخلیق کے حوالے سے ایک تقدیر ٹھہرائی ہے: **وَحَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَرَهُ تَقْدِيرًا** ﴿۱﴾ (القرآن، 25:2) یعنی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کی حدود، فطرت شے کے اظہار کیلئے سازگار حالات، موزوں مقدار، اور اشیاء کے درمیان درست توازن (optimums) کا تعین رکھا ہے۔ **وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا** ﴿۲﴾ **ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ** ﴿۳﴾ ”اور شمس اپنے معین مدار پر چلتا ہے۔ یہ تقدیر ہے، عزت والے، علم والے کی۔“ (القرآن، 36:38) اللہ نے فرمایا یہ ہے کہ اس نے ہر شے کی تخلیق میں قدر کا تعین کیا ہے۔ کوئی شے اس قدر سے تجاوز نہیں کر سکتی جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کی ہے۔ اسی 'قدر' کو جب سائنس کسی درجے میں دریافت کر پاتی ہے، تو اسے قانون فطرت کا نام دیتی ہے۔ فطرت، قدر، تقدیر ، امر الہی ہی کے مختلف پہلو ہیں اور امر کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ تمہیں اس کا علم قلیل ہی دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے: **وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ** ﴿۴﴾ **قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا** ﴿۵﴾ ”اور آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ فرما دیجئے، روح اللہ کے امر (کی چیزوں) سے ہے اور تمہیں اس کا قلیل ہی علم عطا ہوا ہے۔“ (القرآن، 17:85) **وَأَخْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا** ﴿۶﴾۔۔۔ اس نے ہر شے کو گن رکھا ہے۔“ (القرآن، 72:28) اپنے مقرر فرمائے ہوئے قوانین کے اندر وہ امر کی تدبیر فرماتا ہے۔ ارشاد ہے: **اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ** ﴿۷﴾۔۔۔ **يُدَبِّرُ الْأَمْرَ إِلَى السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ۔۔۔** ”اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں خلق فرمایا، پھر عرش پر استویٰ فرمایا۔۔۔ آسمان سے زمین کی طرف امر کی تدبیر فرماتا ہے۔۔۔“ (القرآن، 5-4:32) اسی طرح ارشاد ہے: **إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ** ﴿۸﴾۔۔۔ ”بے شک تمہارا رب اللہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں خلق فرمایا، پھر عرش پر استویٰ فرمایا۔ امر کی تدبیر کرتا ہے۔۔۔“ (القرآن، 10:3) عالمین کی ربوبیت اللہ ہی کو زیبا ہے۔ ربوبیت کے لوازمات کا کلی علم اللہ ہی کو ہو سکتا ہے۔ وہ ہر ایک کو پالتا ہے اور بڑے علم سے پالتا ہے۔ اللہ نے سب کچھ چھ دن میں بنایا اور پھر عرش پر استویٰ فرمایا۔ اس بڑے انتظام کو چلانا بھی اسی کا کام ہے۔ کام کی تدبیر بھی وہی کرتا ہے۔ ارشاد ہے: اللہ اپنے بندوں کو اسباب عطا کرتا ہے۔ وہ اللہ کی رضا کیلئے ان اسباب کو استعمال میں لاتے ہیں۔ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے کہ ہم نے اسے ہر طرح کے اسباب عطا کئے۔ (القرآن، 18:83-98) اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے ہواؤں کو مسخر کر دیا۔ (القرآن، 34:12، 38:36) وہ آپ کے امر سے سازگار ہو کر چلتی تھیں اس سے آپ کا سفر بہت آسان ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو آپ کے تابع کر دیا۔ وہ آپ کیلئے کام کرتے تھے جو آپ چاہتے۔ محرابیں، تمثیلیں، حوضوں جیسے لگن اور لنگر انداز دیگیں بناتے تھے۔ (القرآن، 34:11-12) اللہ تعالیٰ نے آپ کو منطق الطیر کا علم بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ چیونٹیوں کی بات بھی سن اور سمجھ لیتے تھے۔ جنوں کی طرح پرندے بھی آپ کے لشکر میں شامل تھے اور آپ ان سے مختلف کام لیتے تھے۔ (القرآن، 27:16-18) ان میں کون سی چیز قوانین فطرت کے خلاف ہے! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے اپنے پاس سے خصوصی علم عطا فرما دیتا ہے۔ جب ملکہ سبا حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملنے کیلئے آ رہی تھی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ چاہا کہ اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا تخت آپ

کے پاس لایا جائے۔ جس تخت کو آپ کا درباری جنّ آپ کی مجلس برخاست ہونے تک لانے کا وعدہ کر رہا تھا، آپ کے ایک انسان درباری نے، جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب میں سے ایک علم عطا کیا گیا تھا، (قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ط۔۔) (پلک جھپکنے میں آپ کی خدمت میں لا حاضر کیا۔) (القرآن، 27:40) حضرت خضر علیہ السلام کا نام لئے بغیر یہ کہا گیا ہے کہ ہم نے انہیں ایک خاص علم (علم لدنی) سے نوازا تھا۔ اسی طرح انبیاء کرام کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے خصوصی علم سے نوازتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام کو نوازا گیا۔ ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوئے ہیں اور آج بھی ہیں جن کے پاس کتاب میں سے ایسے علوم ہیں جن کی تشریح سے انسانی علم عاجز رہتا ہے۔ (بابا یحٰی خان n.d) ان میں سے کوئی علم یا کوئی نشانی آسمانوں، زمین اور ان کے مابین ہر شے کے اندر رکھی گئی قدر کی خلاف ورزی نہیں کرتی اسلئے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہر شے کی تخلیق میں قدر رکھی ہے۔ کائنات میں اللہ تعالیٰ نے جو عالمین یا دوائر وجود (realms of existence, domains) رکھے ہیں، ہر عالم کی اپنی تقدیر یا اپنے قوانین ہیں۔ ایٹمک لیول کے اپنے قوانین ہیں، جنیٹک سٹرکچر اور سب ایٹمک لیول کے اپنے ہیں۔ انسان کا علم عالمین کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی قدرت ہی تمام عالمین کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اسلئے اسکی تدبیر ہی پکی ہوتی ہے۔ (القرآن، 7:183) انسان اللہ کی جن نشانیوں کو معجزہ سمجھتا ہے، جن واقعات کی تشریح سے انسانی علم عاجز ہوتا ہے، وہ کوئی سپر نیچرل واقعات نہیں ہوتے۔ یہ عین نیچرل واقعات ہوتے ہیں، جو عالمین میں رکھی گئی ایسی قدر یعنی قوانین فطرت کے مطابق ہوتے ہیں جو انسان کے احاطہ ادراک میں نہیں ہوتے۔ ان نشانیوں یا معجزات سے نظام کائنات میں قوانین فطرت کی کارفرمائی قطعاً متاثر نہیں ہوتی، انسان کا قوانین فطرت پر اعتبار مجروح ہونے کا کوئی قرینہ نہیں ہوتا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت میں مطابقت کو ثابت کرتے ہیں۔ ان سے نظام کائنات کبھی درہم برہم نہیں ہوا۔ جن کو اللہ تعالیٰ کتاب کے کسی علم سے، یا اپنے پاس سے کسی سپیشل نالج (علم لدنی) سے نوازتا ہے ان کیلئے یہ عین فطری واقعات ہوتے ہیں، دوسروں کیلئے یہ معجزہ یا خرق عادت واقعات ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کہتے ہیں انگریزی کا لفظ 'مریکل' وسیع مفہوم میں کرامت اور معجزہ دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ مریکل ایک غیر معمولی فعل یا واقعہ ہوتا ہے جس کی تشریح سے انسانی علم عاجز رہتا ہے۔ اس فعل یا واقعہ کو 'قوانین فطرت کی خلاف ورزی' یا مذہبی تناظر میں 'کائنات میں اُلوی مداخلت' پر محمول کیا جاتا ہے۔ معجزہ کی اس تعریف میں دو صفات تسلیم کی گئی ہیں: (1) قوانین فطرت کا پایا جانا؛ (2) فعل یا واقعہ جو ان قوانین کی خلاف ورزی سمجھا جاتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نیچرل اور سپر نیچرل، اور آرڈینری اور ایکسٹرا آرڈینری دائرہ ہائے وجود میں فرق کرتے ہوئے مریکل کو نیچرل کے سپر نیچرل میں، اور آرڈینری کے ایکسٹرا آرڈینری میں ادغام (fusion) کی صورت میں دیکھتے ہیں۔ اس ادغام کی تشریح کیسے کی جا سکتی ہے، اور اسکا جواز کیسے پیش کیا جا سکتا ہے، یہ انکے نزدیک اصل مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس سلسلہ میں سر سید احمد خان اور اشاعرہ کی صورت میں دو اختصاصی (exclusive) مکاتب فکر کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ دونوں مکاتب فکر، اپنے اپنے انداز میں 'نیچرل' کے، 'سپر نیچرل' میں اور 'آرڈینری' کے، 'ایکسٹرا آرڈینری' میں ادغام کے نظریے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ یہ کسی ایک دائرہ وجود ہی کو اختصاصی طور پر مانتے ہیں، اور دوسرے سے انکار کرتے ہیں۔

1۔ اُلوی فعلیت کے تسلسل پر اصرار اور قائم بالذات فطرت سے انکار: اشاعرہ کے نزدیک کائنات براہ راست اُلوی فعلیت کے تسلسل پر مشتمل ہے۔ یہ تصور اشاعرہ کے نظریہ جواہر سے اخذ ہوتا ہے۔ اشاعرہ کے جواہر روحانی / سپر نیچرل نوعیت کے حامل ہیں اور ہر وقت تخلیق اور عدم سے دوچار رہتے ہیں۔ وہ قائم بالذات قوانین فطرت یا اشیاء کی قائم بالذات فطرت کو نہیں مانتے۔

2۔ 'اللہ کے وعدہ' اور 'قانون فطرت' میں مماثلت: سر سید احمد خان صرف 'نیچرل' کو ہی مانتے ہیں اور 'سپر نیچرل' سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک قوانین فطرت ہی حقیقی ہیں، اور ان کے خلاف کوئی ما فوق الفطرت فعل یا واقعہ ممکن نہیں۔ سر سید احمد خان، اشاعرہ کے برعکس، قوانین فطرت کو اسی طرح کے خدائی عہد سے تعبیر کرتے ہیں، جیسے کے اس کے وعدے کلام اللہ میں پائے جاتے ہیں اور جن کے بارے

میں فرمان الہی ہے کہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ مثلاً قرآن پاک میں ارشاد ہے: ”اللہ اپنے بندوں پر قطعاً ظلم نہیں کرتا۔“ سر سید احمد خان ، اللہ کے وعدہ اور قوانین فطرت میں مشابہت قائم کر کے نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ خدا اپنے قائم کئے ہوئے نظام کائنات میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ (Khaliq 2012, 187)

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے مطابق سر سید احمد خان اور اشاعرہ ، میں سے کسی کے نظریات بھی، معجزاتی واقعہ کی محولہ بالا دو شرائط پر پورا نہیں اترتے۔ ڈاکٹر عبدالخالق کے نزدیک ان میں سے ایک نظریہ مذہبی اور دوسرا سائنسی/ فلسفیانہ نقطہ نظر کی نمائندگی کرتا ہے۔ (Khaliq 2012, 188)

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے نزدیک معجزہ مذہبی تصور ہے، اور جسے بالغیب ماننا مذہبی ایمان کا تقاضا ہے۔ اگر ہم نے اسے عقلی طور پر سمجھ کر ہی اختیار کرنا ہے تو ہمیں مذہبی-فلسفیانہ (theo-philosophical) رویہ اختیار کرنا ہو گا جو ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے نزدیک اس طرح ہے:

1- نیچر میں باقاعدگی کی تشریح کیلئے قوانین فطرت میں باقاعدگی کا ہونا از بس لازم ہے۔ اگر چیزوں کی کوئی نیچر ہی نہیں تو ہم نے دریافت ہی کیا کرنا ہے۔ اس لحاظ سے اشاعرہ غلطی پر ہیں اور سر سید احمد خان کا نیچرل ازم درست ہے۔

2- فطرت میں ایک ہی دائرہ وجود نہیں ، نہ ہی دوائر وجود سب ایک سطح کے ہیں ، اور نا ہی قوانین فطرت کا ایک ہی سیٹ ہے۔ کئی مختلف سطح کے دوائر وجود اور ان سے متعلق قوانین کے سیٹ ہیں۔

3- فزکس، کیمسٹری، بائیولوجی، سائیکالوجی وغیرہ کے مسلمہ دوائر وجود کے علاوہ ، خیر اور شر کے حوالے سے اخلاقی قوانین بھی فطرت کا حصہ ہیں۔ ہر سائنس کے اندر (ا) یہ تیقن پایا جاتا ہے کہ اس کے دائرے میں کچھ قوانین فطرت ہیں۔ (ب) نیز یہ قوانین جلد یا بدیر دریافت کئے جا سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس اس سمت میں اپنی کاوش جاری رکھتی ہے۔

سائنسی ڈومین اور انکے متعلقہ قوانین ایک دوسرے سے مختلف ، ممیز اور کسی درجے میں آزاد ہو نے کے باوجود ایک دوسرے سے مطلق طور پر علیحدہ نہیں ہیں۔ کائنات ، جس کے یہ مختلف ڈومین ہیں، ایک عضویاتی وحدت ہے۔ اس کے مختلف ڈومین ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کہتے ہیں جب کسی دائرہ وجود پر کسی دوسرے دائرہ وجود سے کوئی اثر ، اثر انداز ہوتا ہے، اس دائرے کے قوانین تغیر پذیر ہو جاتے ہیں اس دائرہ وجود کے قوانین کے حق میں جس کا اثر غالب ہوتا ہے۔

4- دائرہ مذہب میں ہمارا ایمان ہے کہ خدا ایک 'خود شعور ذات' ، جس کے اپنے مقاصد ، اور منصوبے ، اور عمل کے قوانین ہیں۔ خدا چونکہ اعلیٰ و برتر ہستی ہے، اس لئے اس کے قوانین بھی اعلیٰ اور ذیلی دوائر وجود — مادی، حیاتیاتی، نفسیاتی ، اور اخلاقی وغیرہ — کے قوانین پر چھا جانے اور غالب آنے والے ہونگے۔ لہذا معجزات ، الوہی فعالیت (divine activity) ہے جو پیغمبر یا ولی اللہ کے ذریعے ظہور پذیر ہوتی ہے پیغمبر یا ولی مشیت الہی کے ساتھ کم و بیش مطابقت اختیار کر چکا ہوتا ہے۔ (Khaliq 2012, 189-91) .

سوال یہ ہے کہ اللہ کا یہ فرمان کہ 'ہم نے ہر فرد کو فطرت پر پیدا کیا ہے'، یا یہ کہ 'اللہ نے لوگوں کو دین حنیف کی فطرت پر پیدا کیا ہے' اور یہ ارشاد کہ 'اللہ کی خلق کو تبدیل نہ کرو'، کے کیا معنی ہیں۔ فَاَطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (6:14) فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ (6:79) کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو فطرت دی ہے، یہ اپنے اپنے دائرہ فطرت میں متحرک ہیں۔ اشیاء کی فطرت سے انکار اور اللہ کے قدرت و اختیار کا اشاعرہ کا تصور درست نہیں۔ ”نتائج پر اللہ کا مطلق کنٹرول ، اسکی قدرت ہے۔“ قوانین فطرت اللہ نے بنائے ہیں اور اسکی قدرت کے تابع ہیں نہ کہ اسکی قدرت ان کے تابع ہے۔ قرآن پاک نہ تو ایسی کائنات کا تصور دیتا ہے جس کی کوئی مستقل فطرت ہی نہ ہو، جیسا کہ اشاعرہ سمجھتے ہیں، اور نہ ہی ایسی کائنات کا تصور دیتا ہے جس کے دوائر وجود کے قوانین فطرت ایک ہی بار قائم کر دیئے گئے ہوں، اور اب یہ مطلق طور پر خود کار ہوں۔ قرآن پاک ایک الوہی طور پر چلائی جانے والی کائنات (Divine administered universe) کا تصور دیتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

”امر کی تدبیر فرماتا ہے اللہ ، آسمان سے زمین تک کے۔۔“ (القرآن، 10:3, 13:2, 32:5)

”امر اللہ کا پورا ہو کر رہتا ہے۔۔“ (القرآن، 8:42)

”امر نازل ہوتے رہتے ہیں ساتوں آسمانوں اور زمین کے بمثل دیگر زمینوں میں،۔۔“ (القرآن، 65:12)

”امر وحی فرماتے اللہ نے سات آسمانوں میں، ہر آسمان کیلئے۔“ (القرآن، 41:12)

لہذا اشاعرہ اور سر سید احمد خان ، دونوں مکاتب فکر کا نقطہ نظر قرآن پاک سے مطابقت نہیں رکھتا۔

معجزہ کی تعریف کا یہ پہلو کہ یہ ایسا واقعہ ہوتا ہے جو قوانین فطرت کے خلاف ہوتا ہے، درست نہیں۔ معجزہ کا مطلب ہے 'انسانی عقل کو عاجز کر دینے والا واقعہ'۔ اللہ نے قرآن پاک میں غیر معمولی واقعات کے لئے معجزہ کا لفظ استعمال کرنا پسند نہیں فرمایا۔ اپنی آیات (نشانوں) کا لفظ استعمال کرنا پسند فرمایا ہے۔ نظام کائنات اللہ کے امر کے تابع ہے۔ عرف عام میں جنہیں سپر نیچرل واقعات یا معجزات کہا جاتا ہے، اللہ کے امر کے تحت ہونے کے اعتبار سے یقیناً فطری واقعات ہوتے ہیں۔ ہمیں ان کے قوانین کو معلوم کرنے کی کوشش ضرور کرتے رہنا چاہئے۔ اگر انسان انکی تشریح سے قاصر بھی رہتا ہے تو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انسان اللہ کے علم مطلق کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ عین ممکن ہے اس کوشش میں فطرت کے اور بہت سے پہلو آشکار ہو جائیں کیا انسان یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسے تمام دوائر وجود کا علم ہے۔ ابھی بگ-بینگ کے نظریہ کے معروف ہونے سے پہلے تک ہمارے سائنسدان کائنات کو ازلی مانتے تھے، اس کے حادث ہونے کے منکر تھے۔ بگ-بینگ کی تھیوری کے معروف ہونے کے بعد کائنات کے حادث ہونے کے تصور نے سائنسی تھیوری کی حیثیت اختیار کر لی۔ بیسویں صدی کے آغاز تک ہم کائنات کو سہ ابعادی سمجھتے تھے اور زمان کو مادی کائنات سے الگ حقیقت جانتے تھے، نظریہ اضافیت کے رائج ہونے کے بعد سے ہم کائنات کو چہار ابعادی مانتے ہیں۔ کیا کائنات کے اور ابعاد ممکن نہیں۔ ابھی نصف صدی پیشتر تک ہمیں کوانٹم فزکس کے دائرہ وجود اور اسکے احتمالی قوانین کا علم نہیں تھا۔ اپنے سارے علم و تحقیق کے باوجود کائنات کی وسعت اور سرحدوں کا ہمارا علم، اندازے قیاس سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ یہ صرف ایک دائرہ وجود کی بات ہے۔ یہی حال چند اور دائرہ ہائے وجود سائنیکالوجی، مالیکیولربائیولوجی، جینیٹک انجنئرنگ وغیرہ کے ہمارے علم کا ہے، جنہیں ہم قدرے جانتے ہیں۔ مائنڈ کی نوعیت، مائنڈ کے ذیلی ڈومین—شعور، تحت الشعور، لا شعور—مائنڈ اور باڈی کا آپس میں تعلق، اس تعلق کو ریگولیٹ کرنے والے قوانین، کے بارے میں ہمارا علم قیاس آرائیوں سے زیادہ نہیں۔ کیا انسان کبھی بھی تمام دوائر وجود اور ان کے قوانین فطرت کو جاننے کا دعویٰ کر سکے گا۔ تمام دوائر وجود اور ان کے قوانین، اور دیگر دوائر پر اثر انداز ہونے کی شرائط اور حدود کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ ان کے قوانین بھی اسی کے قائم کر رہے ہیں۔ وہ اپنے قائم کردہ دوائر وجود میں اپنا امر صادر کر کے، مزید جن قوانین کو متعارف کروانا چاہے، کرواتا رہتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا یہ نقطہ نظر کہ "خدا کے اپنے مقاصد، اور منصوبے، اور عمل کے قوانین ہیں، اعلیٰ و برتر ہستی ہونے کی حیثیت سے اس کے قوانین بھی اعلیٰ اور ذیلی دوائر وجود پر چھا جانے اور غالب آنے والے ہوتے ہیں، لہذا معجزات، الوہی فعلیت ہے جو پیغمبر یا ولی اللہ کے ذریعے ظہور پذیر ہوتا ہے جو کہ کم و بیش مشیت الہی کے ساتھ مطابقت اختیار کر چکا ہوتا ہے۔" الوہی انصرام کے تحت چلنے والی کائنات (divine administered universe) کے تصور سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ تصور، خدا کو بھی دوائر وجود (realms of existence) میں ایک برتر دائرہ وجود کی حیثیت دیتا ہے، جبکہ خدا تمام دوائر وجود اور ان کے قوانین کو صفحہ ہستی پر لانے والا ہے، تمام دوائر وجود پر مطلق قدرت رکھتا ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے کسی بھی دائرہ وجود کا علم اور اس پر قدرت عطا کر دیتا ہے۔ لیکن خود کسی شے یا دائرہ وجود سے مماثلت سے پاک ہے۔

### مسئلہ شر (Problem of evil)

جو کائنات اس کی نشانیوں سے بھری پڑی ہے، اس میں الوہی دخل (Divine intervention) ایک بے معنی اعتراض ہے۔ صرف یہی نہیں فلسفہ مذہب میں زیادہ تر مسائل اسی طرح کے غلط تصورات کے خلط مبحث کا نتیجہ ہیں۔ بات کو واضح کرنے کیلئے ہم صرف ایک مسئلہ کا ذکر کریں گے جو فلسفہ مذہب کی کتابوں میں 'مسئلہ شر' کے نام سے ڈسکس کیا جاتا ہے۔ فلسفی کسی شے

کے اقرار یا انکار کیلئے عقلی استدلال کو ضروری سمجھتے ہیں۔ فلسفی اگر صداقت تک پہنچنے کیلئے عقل کی اہلیت کو ناکافی بھی سمجھتا ہے تو وہ اسے عقلی استدلال کی بنیاد پر ہی پیش کرتا ہے۔ فلسفیوں نے اللہ تعالیٰ کے ہونے ، اور نہ ہونے ، دونوں کے ثبوت پر عقلی استدلال قائم کئے ہیں۔ خدا کے عدم وجود پر جو دلائل وضع کئے گئے ہیں ، مسئلہ شر ، ان میں سے ایک ہے۔ اس استدلال کی بنیاد اس مقدمہ پر ہے کہ کائنات میں شر (evil) موجود ہے۔ انسانوں سے انسانوں کو پہنچنے والے دکھ جیسے جنگیں، نا انصافی، قتل و غارت وغیرہ کو سماجی یا انسانی شر (human evil) کہا جاتا ہے اور کائنات میں ہونے والی فطری تبدیلیوں کے نتیجے میں پہنچنے والے دکھ جیسے وبائیں، بیماریاں، زلزلے، سیلاب وغیرہ کو کائناتی شر (cosmic evil) کہا جاتا ہے۔ استدلال کیا جاتا ہے کہ کائنات میں شر کا وجود ثابت کرتا ہے کہ کائنات کا کوئی خالق اور ایڈمنسٹریٹر نہیں۔ یا پھر وہ علیم مطلق (omniscience) نہیں کہ کائنات تخلیق کرتے ہوئے اسے علم ہو جاتا کہ یہ مخلوقات کیلئے شر کا باعث ہو گی۔ اگر وہ علیم مطلق ہے ، تو پھر وہ قادر مطلق (omnipotent) نہیں ہو گا کہ شر کا تدارک کر سکتا۔ اگر وہ قادر مطلق بھی ہے ، تو پھر وہ گڈ گاڈ (good god) نہیں۔ چنانچہ شر کا وجود خدا یا اسکی صفات میں سے کسی صفت ، یا اسکے گڈ گاڈ ہونے سے انکار کا ثبوت ہے۔ (Attacks on religious belief 2004)

خدا اور اسکی صفات کا ایک تصور وہ ہے جو انسان اپنی سمجھ کے مطابق بناتے ہیں۔ یہ اپنا معبود خود تراشنے یا تخلیق کرنے کے مترادف ہے ظاہر ہے کہ مخلوق اپنے خالق کی ذات و صفات کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ اسلئے یہ تصور لازماً ناقص ہی ہو سکتا ہے۔ ایک تصور وہ ہو گا جس کے بارے میں دعویٰ کیا جائے گا کہ یہ خدا کا اپنا دیا ہوا تصور ہے۔ اسی طرح کائنات اور مقصد تخلیق، انسان، اور مقصد حیات کو وہ تصور ہے جو انسان اپنے لئے خود وضع کرتا ہے اور ایک وہ تصور ہے کہ جس کے بارے میں دعویٰ ہے کہ وہ خدا کا دیا ہوا ہے۔ انسانی قیاس اور گمان سے بننے والے تصور خدا اور دیگر تصورات کو معیار مان کر انسانی حقائق کا تجزیہ کرنا ، اور اسکی بنیاد پر مذہبی تصور خدا کی ذات اور صفات کے بارے میں نتائج اخذ کرنا کسی بھی طرح جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مسئلہ شر کے حوالے سے مذکورہ بالا استدلال کا جائزہ ہم قرآن پاک میں دئیے گئے تصور خدا اور دیگر تصورات کی روشنی میں لیں گے۔

’گڈ گاڈ‘ سے کیا مراد ہے، کچھ واضح نہیں۔ قرآن پاک میں اللہ کے جو صفاتی نام دئیے گئے ہیں ، یہ ان میں سے کسی کا مترادف نہیں۔ لہذا خدا کے ساتھ یہ تصور منسوب کرنا ہی غیر درست ہے۔ قرآن پاک یہ بتاتا ہے کہ یہ دنیا ابدی نہیں ہے۔ یہ تو دارالعمل ہے۔ اس کے بعد دارالجزا یا آخرت ہے۔ دنیاوی زندگی کو پاکیزگی سے گزارنے والوں کیلئے ابدی راحتوں کی نوید ہے جہاں کبھی دکھ نہیں ہو گا۔ یہ بھی وعدہ ہے کہ: ...وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ اور اللہ اپنے بندوں پر قطعاً ظلم نہیں کرتا۔ (القرآن، 3:182, 8:51, 22:10) یا ’گڈ گاڈ‘ کا کوئی ایسا تصور ممکن ہے جس پر سب متفق ہوں؟ ہر شخص کے نزدیک گاڈ تبھی گڈ ہو سکتا ہے اگر وہ اس کی خواہشات اور آرزوں کے مطابق کائنات کو بنا دے اور قائم رکھے۔ انسانوں کو انسانوں سے پہنچنے والے دکھ/شر کی بنیادی وجہ ان کی خواہشات کا ٹکراؤ ہی تو ہے۔ انسان اپنے ، اور اپنے اقرباء کے لئے ، اسی دنیا میں ابدیت کی زندگی چاہے گا۔ بڑھاپا نہ ہو ، بیماری نہ ہو، جو چاہے وہ بلا مشقت دستیاب ہو، سماجی حقوق اور ذمہ داریاں اور اخلاقی پابندیاں نہ ہوں، مقصدیت نہ ہو، ماں کو بچے کی پیدائش اور پرورش میں جن تکالیف سے گزرنا پڑتا ہے وہ نہ ہوں وغیرہ وغیرہ کیا ہم سب کی خواہشات یکساں ہیں؟ غور کر کے دیکھا جائے کہ دنیا کا ہم میں سے ہر ایک کی خواہشات کے مطابق ہونا ممکن ہے؟ کیا ایسی دنیا اس قابل ہو گی کہ اس میں رہا جا سکے! ماں کا بچے کیلئے پیار مثالی ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ بچے کو خطرے کے قریب جاتے ہوئے دیکھتی ہے تو اسے منع کرتی ہے ، نہ رکے تو سختی بھی کرتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ نے اپنے جو صفاتی نام بیان کئے ہیں ان میں سے ایک رحمن بھی ہے۔ جب وہ بندے کو اللہ کی نافرمانی کر کے خطرے کی طرف بڑھتے ہوئے، اور اپنے سے دور ہوتے ہوئے دیکھتا ہے ، تو سختی بھی کرتا ہے۔ جب وہ خطرے کی حدود سے نکل جاتا ہے تو پھر وہ رحیم ہوتا ہے، اسکا رحم ہی رحم ہوتا ہے۔ اللہ نے

انسانوں کو توفیق دی ہے۔ توفیق کو استعمال کرنے کی آزادی سے نوازا ہے۔ انبیاء کرام کے ذریعے رہنمائی سے نوازا ہے۔ شعور دیا ہے۔ ہر ہر فرد پر اسے دی گئی شعوری استعداد کے مطابق حق کو روشن کرنا اپنے ذمے لیا ہے۔ نادانستہ اور دانستہ ہونے والی کوتاہیوں سے معافی اور درگزر کا راستہ بھی کھلا رکھا ہے۔ اسرا دیکر مشکلات سے نکالتا بھی رہتا ہے۔ چھوٹی سی زندگی میں پورا اترنے کیلئے ابدی راحتوں کی نوید بھی ہے۔ وہ رزق کو قبض اور بسط بھی کرتا ہے۔ اگر کوئی نافرمانی پر پختہ ہو جائے تو اس نے بتا دیا ہے کہ وہ منتقم بھی ہے، جبار اور قہار بھی ہے۔ اتنی عظیم الشان کائنات کے بغیر کسی مثال کے ابداء کرنے والے کا علم کائنات کی ہر ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ایک پتہ بھی جو گرتا ہے اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے۔ (القرآن، 6:59) زمین کی اندھیری گہرائیوں یا آسمان کی پہنائیوں میں کوئی چیز اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں۔ (The Qur'an: Creation or Command, 119-129) اس کی قدرت ہر شے کو محیط ہے۔ کائنات کے سب اٹامک لیول سے گیلیکسیز اور بلیک ہولز اور ان سے پرے نامعلوم وسعتوں تک ہر چیز اس کے احاطہ قدرت میں ہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں پر محیط ہے۔ کائنات میں کوئی نتیجہ نہیں نکلتا مگر اس کے اذن سے۔ (القرآن، 2:102، 249) کیا مسئلہ شر کی بنیاد پر تشکیل کئے گئے اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات سے انکار کے استدلال کی کوئی حیثیت رہ جاتی ہے اس تصور خدا کے سامنے جو قرآن پاک بیان کرتا ہے۔

### سائنس کی وجودیات

کلاسیکل سائنس یا جدید سائنس اپنی میتھڈالوجی کے مطابق صرف قابل مشاہدہ و تجربہ اور قابل پیمائش حقائق تک اپنے کو محدود رکھتی ہے۔ خدا کی ذات، اس کے وجود یا عدم سے تعزّض، سائنس کا کام نہیں سمجھا جاتا۔ سائنس کی وجودیات صرف فزیکل کو رینیٹی تسلیم کرتی ہے۔ کائنات کو خلق اور امر کے مربوط نظام کی حیثیت سے دیکھنا سائنس کی وجودیات میں شامل نہیں۔ کائنات، سائنس کے نزدیک ایک خود کار نظام ہے جو اپنے طبیعی قوانین فطرت کے مطابق از خود چل رہی ہے۔ سائنس اسی حیثیت سے کائنات کو سٹڈی کرتی ہے۔ سائنس، دعا اور معجزات (آیات الہی) سے انکار ہی اسلئے کرتی ہے کہ سائنس میں مریکل سے مراد ایسا واقعہ لیا جاتا ہے جس کا معلوم قوانین فطرت کے تعطل یا تبدل سے وجود میں آنا بیان کیا جائے۔ ایسا کیوں نہیں سوچا جا سکتا کہ کائنات کو عدم سے تخلیق کرنے والا، ہر شے کو اس کی یکتا خلقت عطا کرنے والا، ہر شے کو امر عطا کرنے والا، نظام کائنات کو اپنے ارادے، علم اور قدرت سے چلانے والا، اپنے بنائے ہوئے قوانین فطرت کے کسی مختلف نظام کو، جو انسانوں کے ابھی علم میں نہیں یا کبھی بھی علم میں نہ آ سکے، کیوں متحرک نہیں کر سکتا۔ کیا یہ اس کی قدرت کے خلاف ہے۔ کیا اس کی قدرت اپنے بنائے ہوئے قوانین فطرت کے تابع ہو گئی ہے۔ کائنات میں صرف اس کی ربوبیت پر ہی غور کر لیا جائے۔ اللہ کائنات میں ہر ایک کو پالتا ہے اور علم سے پالتا ہے۔ کیا یہ معجزہ نہیں کیا انسان اللہ کی مخلوقات کا، جن کی وہ ربوبیت کر رہا ہے، احاطہ کر سکتا ہے۔ اللہ کی آیات (جنہیں عرف عام میں معجزات کہا جاتا ہے) انسانوں کو علم عطا ہونے کی ایک اور صورت نہیں۔ انسان اللہ کی قدرت اور علم کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ جس طرح آج ہم سرن (CERN) میں مصنوعی طور پر بگ بینگ کی کنڈیشنز کا مطالعہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس تحقیق کے نتیجے میں ہم پر علم کے نئے درکھل رہے ہیں، ہم کوانٹم مکیکس میں سب اٹامک آبجیکٹ سٹڈی کر رہے ہیں، اسی طرح اللہ کی نشانیں (معجزات) کو علم الہی کی ایک نئی صورت سمجھتے ہوئے اس کے قوانین دریافت کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ جس نے کائنات کا ابداء کیا ہے بغیر کسی مثال سے، وہ سبب سے بھی پیدا کر سکتا ہے اور بے سبب بھی۔ اس نے کائنات کو بے سبب سے تخلیق کیا، وہ کائنات کو سبب سے چلا رہا ہے۔ سائنس دان اب کوانٹم مکیکس کی صورت میں جو کچھ مشاہدہ کر رہے ہیں، کیا یہ علم الہی کا ایک بہت ہی مختلف اظہار نہیں۔ کوانٹم مکیکس کے حقائق دریافت ہونے سے پہلے، اگر مذهب نے انہیں حقائق کا ذکر کیا ہوتا تو کیا سائنس دان اسے قبول کر سکتے تھے! جس طرح کائنات کے حادث ہونے کا تصور چند دہائیاں قبل سائنسدانوں کیلئے بالکل غیر سائنسی بات تھی اور آج نہیں ہے۔ اسی طرح آج آسمانوں کا ہونا اور وہ

بھی سات آسمانوں کا طبقاً عن طبق ہونا سائنسدانوں کو ایک غیر سائنسی بات لگتی ہے ، جب وہ اسے دریافت کر لیں گے تو وہ عین سائنسی نظریہ ہو جائے گا۔ اس مضمون میں خود سائنس کی اپنی تحقیقات کی روشنی میں درج ذیل سوالوں کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

1. کیا قرآنی تصور خدا کو مداخلت کار (interventionist deity) کہنا درست ہے۔
2. کیا سائنس تمام عالمین (نظامہائے حقیقت) کا احاطہ کرتی ہے اور کیا سائنس کو ، صداقت کے حتمی حوالے کے طور پر مانا جا سکتا ہے!
3. کائنات حادث ہے یا قدیم! کیا یہ ممکن ہے کہ کائنات از خود وجود میں آ جائے!
4. خالق کائنات، کائنات کو چلا رہا ہے ، یا یہ قوانین فطرت کے مطابق از خود چلتی چلی جا رہی ہے۔
5. کیا قوانین فطرت ، خدا کی جگہ لے سکتے ہیں!
6. اگر کائنات قوانین فطرت کے مطابق چلتی جا رہی ہے تو کیا خدا کے بغیر ایسا ہونا ممکن ہے۔
7. یہ وہ چند سوالات ہیں جن کا اس آرٹیکل میں جواب تلاش کرنا مقصود ہے۔

## جدید کاسمولوجی

جدید کاسمولوجی کا آغاز بیسویں صدی میں ہوا اور اسٹرونومی کے بارے میں ملنے والی معلومات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ماضی میں محدود زمانی فاصلے پر ایک اساسی حالت سے کائنات کا آغاز ہوا۔ بعد ازیں کائنات مسلسل تغیر و ارتقاء کے مراحل سے گذر رہی ہے۔ مسلسل ارتقا اپنے طور پر مسلسل تخلیقی عمل کا مظہر ہے۔ کائنات ہر لمحے تکوین کے مرحلے میں ہے۔ (Altaie 2008, 151) یہ سوال کہ کائنات حادث ہے یا بے خدا اور قدیم ، ہماری اخلاقی اقدار اور ان کے منبع ، اس دنیا میں ہماری زندگی اور موت کی معنویت، ہمارے وجود کے معنی اور مقصدیت کے تعین کے حوالے سے بہت اہم ہے ۔ (Altaie 2008, 149) جدید کاسمولوجی کے فلسفیانہ مضمرات ، بشمول پرائمری سنگولیبریٹی کے رول اور کوانٹم ایفیکٹ کے ذریعے سنگولیبریٹی سے اجتناب کے امکانات کا جائزہ لیا جانا بہت ضروری ہے۔ کائنات کی ابتدائی یکتا حالت جس کے ساتھ بگ -بینگ کو منسوب کیا جاتا ہے اسے سنگولیبریٹی کہا جاتا ہے۔ (Altaie 2008, 149)

کائنات کے حدوث (origination, creation) اور قدم (eternity, uncreatedness) پر بات کرنے کیلئے ’تخلیق‘ اور ’اوریجن‘ کی اصطلاحات کے معنی و مفہوم کا واضح کیا جانا نہایت ضروری ہے تا کہ ’تخلیق‘ اور ’اوریجن‘ کے فرق کو ملحوظ رکھا جا سکے۔ خدا کے بارے میں بات کرتے ہوئے یہ واضح ہونا ضروری ہے کہ ہم لفظ ’خدا‘ کو ’خالق خدا‘ (Personal Creator) کے معنی میں استعمال کر رہے ہیں ، یا کسی یونیورسل قانون فطرت کے معنی میں، یا کسی یونیورسل کنڈیشن کیلئے جسے ہم ناگزیر خیال کرتے ہیں ۔ کائناتی سٹرکچر، قوانین ، اور منطق کے حوالے سے درج بالا ہر تصور کے اپنے مضمرات ہوں گے، اسلئے اگر یہ واضح نہ ہو کہ لفظ ’خدا‘ کس معنی میں استعمال کیا جا رہا ہے تو اس سے بہت کنفیوژن پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ (Altaie 2008, 151)

## قرآنی کاسمولوجی

قرآن پاک کے مطابق کائنات حادث ہے۔ کائنات کی تخلیق، اللہ جو کہ قادر مطلق خدا ہے، کے ارادہ و امر کی مربون منت ہے۔ قرآن پاک کے مطابق خدا کائنات کا خالق بھی ہے اور قیوم بھی ۔ ربوبیت ہر مقام پر اسی کے امر سے ہو رہی ہے۔ عرش وہ مرکزی مقام ہے جہاں سے کائنات کو چلایا جا رہا ہے، اور اللہ ہی ہے جو کائنات کو چلا رہا ہے۔ قرآن پاک ایک الٰہی طور پر چلائی جانے والی کائنات (Divinely administered universe) کا تصور دیتا ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں قرآن پاک کائنات، اسکی تخلیق ، مقصد تخلیق ، نظام کائنات اور خالق کائنات ، کے بارے میں کیا ارشاد فرماتا ہے۔

## تخلیق کائنات

1۔ ”خلق کی ابتداء اللہ ہی نے فرمائی۔ اللہ اسے پھر دوبارہ پیدا کر دے گا۔“ (العنکبوت، 29:19)



2- ”عدم سے (بغیر کسی مثال کے) وجود میں لانے والا آسمانوں اور زمین کا ، جب امر فرماتا ہے ، تو یہی فرماتا ہے ، کہ ’ہو‘، جبھی وہ ہو جاتا ہے۔“ (القرآن، 2:117; 19:35; 36:82; 40:68)

3- ”اور آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ کے پاس ہے، اور امر تمام رجوع کرتے ہیں اللہ ہی کی طرف۔۔۔“ (القرآن، 11:123)

4- ”امر تو سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔۔۔“ (القرآن، 3:154)

5- ”ہم نے ہر شے کو ایک مقدار کے ساتھ خلق کیا ہے۔“ (القرآن، 54:49)

6- ”فرما دیجئے کیا تم اس سے کفر کرتے ہو ، جس نے دو دن میں زمین خلق فرمائی ، اور تم اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو۔ وہی تو رب العالمین ہے۔“

7- ”اور اس میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں انکی خوراکیں ٹھہرائیں، یہ سب چار دن ہوئے، سائلین کی ضرورت کے مطابق۔“

8- ”پھر آسمان کی طرف استویٰ فرمایا، اور وہ دخان تھا، تو اس سے اور زمین سے فرمایا، کہ تم دونوں طوعاً یا کرہاً ہمارے حکم کی تعمیل کرتے رہو۔ دونوں نے عرض کی ، ہم رضا و رغبت سے حاضر ہیں۔“

9- ”پھر انہیں دو دن میں پورے سات آسمان کر دیا ، اور ہر آسمان میں اس کے امر کی وحی فرمائی ۔“

10- ”اور ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے مزین کیا ، اور اسے محفوظ بنایا۔ یہ عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا ہے۔“ (القرآن، 41:9-12)

11- ”بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے مابین ہے، چھ دن میں خلق فرمایا، اور ہمیں تھکان نے مس نہیں کیا۔“ (القرآن، 50:38)

12- ”اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین سے انہی کی مثل۔ امر انکے ما بین نازل ہوتا ہے، تا کہ تمہیں علم ہو جائے کہ اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے، اور اللہ کا علم ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔“ (القرآن، 65:12)

13- ”اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں خلق کیا، اور اس کا عرش پانی پر تھا۔“ (القرآن، 11:7)

14- ”کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے سات آسمان خلق کئے، ایک پر ایک۔“ (القرآن، 71:15)

15- ”اور بے شک ہم نے تم پر سات طریق خلق کئے۔ اور ہم خلق سے غافل نہیں ہیں۔“ (القرآن، 23:17)

16- ”تو پاکی ہے اسے جس کے ہاتھ ہر شے کا اختیار ہے، اور اسی کی طرف تم مراجعت کرو گے۔“ (36:83)

17- ”اور صور پھونکا جائے گا، تو جبھی وہ قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف چل پڑیں گے۔“ (36:51)

18- ”کیا دیکھتے نہیں ، کہ جو شے بھی اللہ نے خلق فرمائی ہے ، اس کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں جھکتا ہے، اور وہ اظہار عجز کر رہے ہیں۔ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے

جانداروں میں سے اور ملائکہ ، اور وہ استکبار نہیں کرتے۔ اپنے اوپر اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں اور وہی کرتے ہیں ، جس کا انہیں امر ہو۔“ (القرآن، 16:48-50)

19- ”اس کا امر تو یہی ہے کہ جب کسی شے کا ارادہ فرمائے تو کہتا ہے کہ ’ہو جا‘ ، تو وہ ہو جاتی ہے۔“ (36:82)

20- ”امر کی تدبیر فرماتا ہے اللہ ، آسمان سے زمین تک کے۔۔۔“ (القرآن، 10:3, 13:2, 32:5)

21- ”امر اللہ کا پورا ہو کر رہتا ہے۔۔۔“ (القرآن، 8:42)

22- ”امر نازل ہوتے رہتے ہیں ساتوں آسمانوں اور زمین کے بمثل دیگر زمینوں میں،۔۔۔“ (القرآن، 65:12)

23- ”امر وحی فرماتے اللہ نے سات آسمانوں میں، ہر آسمان کیلئے۔“ (القرآن، 41:12)

24- ”امر ہر ایک کے لئے۔۔۔ ایک وقت مقرر ہے۔“ (القرآن، 54:3)

## مقصد تخلیق

”وہ جس نے موت و حیات کو خلق فرمایا کہ دیکھے تم میں سے کس کا عمل احسن ہے۔ اور وہی عزت والا، بخشنے والا ہے۔“ (القرآن، 67:2) ”اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں خلق کیا، اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ کہ تمہیں دیکھے کہ تم میں سے کس کا عمل احسن ہیں۔ اور تم کہو کہ تم لوگ موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے یہ تو کھلا جادو ہے۔“ (القرآن، 11:7) ”اور تم کسی حال میں ہو ، اور تم اس کی طرف سے قرآن پاک کی تلاوت کرو ۔ اور تم لوگ کوئی بھی عمل کرو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں، جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو۔ اور تمہارے رب سے ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں، نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا، مگر وہ کتاب مبین میں ہے۔“ (القرآن، 10:61)

## خالق کائنات

اللہ یہ بھی کہتا ہے کہ ”انسانوں کی تخلیق کے مقابل آسمانوں کی تخلیق بہت بڑا کام ہے۔“ (القرآن، 40:57, 79:27) اور ”ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے خلق فرمایا۔ پھر اسے قرار مکین میں نطفہ ٹھہرایا۔ پھر ہم نے اس نطفے کو علقہ بنایا، پھر مضغہ سے ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر اسے آخری شکل دی۔ تو بڑی ہی برکت والا ہے اللہ جو احسن الخالقین ہے۔“ (القرآن، 23:12-14) ”خلیفہ بنایا ہے اللہ نے تمہیں، کہ دیکھے کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔“ (القرآن، 10:14) ”تو کیا ہم خلق اول سے عاجز رہے ہیں۔ بلکہ انہیں خلق جدید میں شبہ ہے۔“ (القرآن، 50:15) ”اور وہی آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ کہیں اس کے اذن کے بغیر یہ زمین پر گر پڑے۔“ (القرآن، 22:65) ”اللہ چاہے تو موجودہ نسل انسانی کی جگہ نئی مخلوق بھی لاسکتا ہے۔“ (القرآن، 17:99, 14:19) قرآن پاک یہ بھی کہتا ہے کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ (وَالسَّمَاءُ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿١﴾) ”اور آسمان کو ہم نے قدرت سے بنایا اور ہم ہی وسعت دینے والے ہیں۔“ (القرآن، 51:47) قرآن پاک کے مطابق یہ کائنات دارالعمل کے طور پر تخلیق کی گئی ہے اور اپنے خاتمے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ایسا دن بھی آئے گا جب آسمانوں کو لپیٹ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ جس طرح ہم نے پہلی بار کائنات کو تخلیق کیا تھا، اسی طرح ہم دارالجزا کے طور پر ایک نئی کائنات تخلیق کریں گے۔ یہ وعدہ ہے جسے پورا کرنا ہمارے ذمے ہے۔ (القرآن، 24:104) جہاں تک انسانوں کی تخلیق کا تعلق ہے قرآن پاک انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا ذکر کرتا ہے۔ انسان کی تخلیق بجتی ہوئی مٹی سے ہوئی۔ جب انسان کو بنا سنوار لیا گیا تو اللہ نے اس میں روح پھونک دی جو کہ اللہ کے امر کی چیزوں میں سے ہے۔ (القرآن، 15:29, 23:12) جہاں تک اللہ تعالیٰ کی صفات کا تعلق ہے، اللہ، ارسطو کے فلسفے کی اصطلاح attribute کی طرح کی صفات سے پاک ہے۔ مسلم متکلمین، اشاعرہ اور معتزلہ نے ’صفت‘ کے لفظ کو غلطی سے فلسفہ ارسطو کے اصطلاحی مفہوم میں استعمال کیا اور مسئلہ ذات و صفات باری میں الجھ گئے۔ قرآن پاک اللہ کے لئے ’صفت‘ یا ’صفات‘ کا لفظ ہی استعمال نہیں کرتا۔ قرآن پاک اللہ کے اسماء الحسنیٰ کا ذکر کرتا ہے جو اس کے صفاتی نام ہیں۔ (H. A. Wolfson and A. H. Kamali)

قرآن پاک کے مطابق، جو اسلامی تعلیمات کا الہامی ذریعہ ہے، زمین کی تخلیق دو دن میں ہوئی، مزید دو دن میں اس کے اوپر پہاڑ تخلیق کئے گئے اور مخلوقات کے لئے خوراک کا اہتمام کیا گیا۔ یہ سب چار دن ہوئے۔ (زمین پر کوئی ایسی مخلوق موجود نہیں جس کی ربوبیت کا اہتمام موجود نہ ہو۔) پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور دو دن میں انہیں ٹھیک سات آسمان کر دیا۔ سات آسمانوں کی تخلیق سے پہلے آسمان دھواں تھا۔ یہ دھواں بھی اللہ ہی کی تخلیق تھی۔ اس طرح زمین آسمان اور جو کچھ ان کے مابین ہے انہیں چھ دن میں تخلیق کیا گیا۔ زمین کی تخلیق آسمانوں کی تخلیق سے پہلے ہے۔ زمین بھی آسمانوں کی مثل سات ارضی طبقات کی صورت میں ہے۔ سات بر اعظم تو معروف ہیں۔ ساتوں آسمان اور زمین کے ساتوں طبقات کے مابین ہر شے اللہ کے احاطہ قدرت میں ہے اور احاطہ علم میں ہے، اللہ ان کو اپنی قدرت اور اپنے علم سے چلا رہا ہے۔ عرش بھی اللہ کی تخلیق ہے۔ عرش کی بھی ربوبیت ہو رہی ہے۔ زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا، یعنی پانی موجود تھا۔ نیوٹن، آئن سٹائن اور کوانٹم فزکس کسی میں بھی اس بات کا ذکر نہیں کہ زمین کی تخلیق سے پہلے پانی ہی پانی تھا۔ آسمانوں کا تصور، اور پھر طبقاً عن طبق سات آسمانوں کا کوئی تصور جدید کاسمولوجی میں نہیں۔ چھ دن میں زمین و آسمانوں کی تخلیق، یہ قرآنک کاسمولوجی ہے۔ جدید کاسمولوجی ابھی اس حقیقت کی تصدیق سے قاصر ہے۔ سات آسمانوں کی صورت میں تخلیق سے پہلے آسمانوں کے دھواں ہونے کا جدید کاسمولوجی میں کوئی تصور نہیں۔ یہ پانی بھی کوئی ازلی مادہ نہیں تھا جس سے اللہ نے کائنات بنا دی۔ پانی بھی اللہ کی تخلیق ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ ہائیڈروجن اور آکسیجن، دو گیسوں کا کیمیکل کمپاؤنڈ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ زمین اور سات آسمانوں کی تخلیق سے پہلے یہ گیسیں اور کیمیکل کمپوزیشن کے قوانین تشکیل ہو چکے تھے۔ زمین کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا۔ زمین کے ہر حصے پر آسمان موجود ہے۔ آسمان

دنیا کے بارے میں فرمایا گیا کہ ہم نے اسے چراغوں سے زینت دی۔ آسمانوں کی تخلیق کے بعد ہر آسمان میں اس کے فنکشن کے مطابق قوانین ودیعت کئے گئے۔ جس خالق ارض و سما نے ان کی تخلیق سے پہلے کیمیکل کمپوزیشن کے قوانین فطرت تخلیق کئے وہ مزید قوانین فطرت کی تخلیق سے قاصر تو نہیں ہو سکتا۔ آسمانوں اور زمین میں اب بھی امر الہی وحی فرمائے جاتے رہتے ہیں۔<sup>i</sup> شمس و قمر اور نجوم کے اللہ کے امر سے مسخر ہونے یا اللہ کے امر کے آسمانوں اور زمین میں وحی کئے جانے کا انسانوں کیلئے قابل فہم مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ کے بنائے ہوئے قوانین فطرت کے مطابق اپنے دائرہ کار میں مصروف ہیں یا اللہ کا امر قوانین فطرت کی صورت ان پر عائد کیا جاتا ہے۔ جس اللہ پاک نے احتیاج، نقص، خواہش، عیب اور کمزوری سے پاک ہوتے ہوئے کائنات کی تخلیق کی، اس نے کچھ بھی اپنے لئے نہیں بنایا، سب کچھ اپنے بندوں کیلئے بنایا ہے۔ کائنات کی تخلیق، انسانوں کیلئے اس کے احکام، کوئی چیز اللہ کی کسی غرض کو پورا نہیں کرتی اسلئے کہ وہ پاک ہے غرض و غایت سے۔ پھر اس نے کائنات کیوں تخلیق کی؟ مقصد تخلیق یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ نے موت و حیات کو خلق فرمایا یہ دیکھنے کیلئے کہ تم میں سے کس کا عمل احسن ہے۔ (سورہ الملک: 1) اور ہم کوئی بھی عمل کریں اللہ ہم پر گواہ ہوتا ہے، جب ہم اس میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور اللہ سے ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں، نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا۔ سب کچھ ایک کتاب مبین میں لکھا ہوا ہے۔ قرآن پاک چودہ صدی پہلے سے کائنات کے حادث ہونے کا تصور دے رہا ہے، جبکہ تمام یونانی فلسفی بشمول افلاطون اور ارسطو اور سائنسدان بشمول بطليموس (Ptolemy)، اور نیوٹن ایک ازلی کائنات ہی کا تصور پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ نظریہ اضافیت کی بگ بینک تھیوری کی صورت میں جدید سائنس نے نزول قرآن کے چودہ صد سال بعد کائنات کے حادث ہونے کی تصدیق کی ہے۔ جس طرح آج جدید سائنس سات آسمانوں، اور قرآنی کاسمولوجی کے دیگر حقائق کی تصدیق تک نہیں پہنچی ہے، کیا یہ صدیوں قرآن پاک کے کائنات کے حادث ہونے کے تصور کی نفی نہیں کرتی رہی۔

قرآن پاک سے واضح ہے کہ افلاطون کے امثال کی مانند کوئی ازلی سانچے (eternal ideas/ patterns) علم الہی میں موجود نہیں تھے جن کے مطابق کائنات اور اشیاء کائنات وجود میں آئی ہوں۔ کائنات کی تخلیق عدم سے ہوئی ہے بغیر کسی مثال کے۔ اشیائے کائنات کی طرح اللہ خالق ہے ان نمونوں کا بھی جن پر اس نے اشیاء کو خلق فرمایا۔ خلوت کا مقام پہلے ہے، جلوت کا مقام بعد میں۔ جلوت میں تخلیق ہونے سے پہلے چیزیں علم الہی کی خلوت میں وجود میں آتی ہیں۔ متکلمین نے حدوث کائنات پر دلائل بھی وضع کئے ہیں۔ یہ دلائل متکلمین کی وضع کردہ نیچرل فلاسفی، جسے دقیق الکلام کہا جاتا ہے، کا حصہ ہیں۔<sup>ii</sup>

مسلم فلسفیوں الفارابی اور ابن سینا نے ارسطو کے تتبع میں ازلیت کائنات کا نظریہ پیش کیا جبکہ امام غزالی صاحب نے ان دلائل کا استرداد کر کے کائنات کے حدوث پر استدلال کیا۔ مسلم فلسفیوں کا ایک استدلال یہ بھی تھا کہ اگر کائنات حادث ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے لئے لمحے کا انتخاب کیا۔ انتخاب کیلئے اصول ترجیح کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے تمام لمحات یکساں ہیں۔ اس لئے کائنات حادث نہیں بلکہ ازلی ہے۔ امام غزالی صاحب نے تخلیق کائنات کے لمحے کے انتخاب پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ ٹائم اور سپیس دونوں کائنات کے ساتھ ہی تخلیق ہوئے۔ لمحہ تخلیق سے پہلے کوئی لمحہ نہیں اگرچہ خدا تخلیق کائنات سے پہلے موجود ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے غزالی آج Adolf Grünbaum کی طرح کے استدلال کا استرداد کر رہا ہو جو یہ کہتا ہے کہ چونکہ بگ-بینگ سے پہلے وقت نہیں تھا، لہذا بگ-بینگ کی علت ممکن نہیں کیونکہ علت کیلئے ٹائم کا ہونا ضروری ہے۔ (Grünbaum 1991:233-254) (Altaie 2008, 157) قرآن پاک میں ایک خوفناک دھماکے کی حیثیت سے بگ بینگ کا تصور کہیں سے اخذ ہوتا نظر نہیں آتا۔ اسی لئے متکلمین اور مسلم فلسفیوں کے مباحث میں بھی اس کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔ مسلمانوں کو اسے محض ایک ایسی سائنسی تھیوری کی حد تک ہی اہمیت دینی چاہئے جس نے کائنات کے حادث ہونے کے قرآنی تصور کی تصدیق کی ہے۔

## جدید کاسمولوجی

جدید کاسمولوجی کے مطابق کائنات تقریباً ایک ہبل ٹائم پہلے وجود میں آئی۔<sup>iii</sup> (Hubble time) اور ٹائم بھی اسی خوفناک دھماکے میں تخلیق ہوئے جسے بیگ-بینگ کہا جاتا ہے۔<sup>iv</sup> بیگ-بینگ سے پہلے کچھ نہیں تھا، سپیس تھی نہ ٹائم، نہ مادہ نہ انرجی۔ اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ کائنات کی تخلیق عدم سے ہوئی۔ ایک سب اٹامک پارٹیکل کے سائز کا مادہ پھٹ کر سیکنڈ کے بہت ہی چھوٹے حصے میں ویکيوم کی نیگیٹو انرجی کے پریشر سے نا قابل تصور حد تک بڑا سائز اختیار کر گیا۔ سپیس اور ٹائم کے ساتھ ہی فزکس شروع ہوئی۔ کائنات بہت تیز پھیلاؤ کے دور سے گزرنے لگی۔ اور اسکا ٹمپریچر اسکے ریڈیوس کے معکوس (fell in inverse proportion to its radius) گرنے لگا۔ اس طرح مادی ذرے اکٹھا ہونے لگے، الیکٹرون، پروٹون سے ملے اور آغاز سے تقریباً 3000 سال بعد ہائیڈروجن اور ہیلیم کے ایٹم تشکیل ہوئے۔ چنانچہ ابتدائی کائنات ہائیڈروجن ہیلیم گیس غبار (nebulae) پر مشتمل تھی۔ اس نیبولا میں مادے کے جمنے سے ستارے پیدا ہوئے۔ بالآخر ٹمپریچر اس لیول پر آگیا جہاں سے نیوکلیئر ری ایکشن شروع ہوا جس سے ہائیڈروجن کے نیوکلیئس آپس میں مدغم ہو کر بھاری ایٹم وجود میں آئے۔ George Gamow اور اسکے ساتھیوں نے بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں ہلکے ایٹموں کے وجود میں آنے پر اپنی ریسرچ پیش کی جس میں ایک کاسمک مائیکروویو بیک گراؤنڈ ریڈی ایشن (CMB) کا تصور بھی پیش کیا۔ پینزیاس اور رابرٹ ولسن نے 1965 میں اس کی تصدیق کی اور آج ہم کائنات کے بارے میں جو صحیح معلومات رکھتے ہیں وہ CMB کی پیمائش ہی سے حاصل شدہ ہیں۔

## کوانٹم فزکس

کوانٹم فزکس، کوانٹم تھیوری کے ساتھ متعلق ہے۔ اس کے مطابق ایک پارٹیکل ایک وقت میں دو مقامات پر پایا جا سکتا ہے۔ یہ تھیوری کوانٹم مکینکس بھی کہلاتی ہے۔ ہماری کائنات کی عمر اسوقت تقریباً 13 ارب 80 کروڑ سال ہے۔ جبکہ زمین کو تشکیل پانے تقریباً پانچ ارب سال ہو چکے ہیں۔ (NASA 2012) کائنات تقریباً 350 ارب بڑی اور 720 ارب چھوٹی کہکشاؤں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر ایک کہکشاں میں زمین سے کئی گنا بڑے اربوں سیارے اور کھربوں ستارے ہیں۔ یہ کائنات ابھی تک پھیل رہی ہے۔ یہ کہاں تک جائے گی، یہ کتنی بڑی ہے اور اس میں کتنے بھید چھپے ہیں، ہم اسکا صرف 4 فیصد جانتے ہیں۔ کائنات کے 96 فیصد راز ابھی تک ہمارے احاطہ علم و شعور سے باہر ہیں۔ یہ 96 فیصد نا معلوم بھی دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ چوالیس (44) فیصد حصہ وہ ہے جس کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ ہم اسے نہیں جانتے۔ سائنسدان اس 44 فیصد حصے کو ”ڈارک میٹر“ کہتے ہیں۔ یہ ”ڈارک میٹر“ سپر انرجی ہے۔ ہمارا سورج اس انرجی کے سامنے ریت کے ایک ذرے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ سائنسدان کائنات کے باقی 52 فیصد نا معلوم کے بارے میں کہتے ہیں ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ ہم اسے نہیں جانتے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے مادے کی اس دنیا کا آدھا حصہ غیر مادی ہے۔ یہ غیر مادی دنیا ہماری دنیا میں توانائی کا ماخذ ہے۔ سائنسدان اس غیر مادی دنیا کو ”اینٹی میٹر“ کہتے ہیں۔ یہ اینٹی میٹر پیدا ہوتا ہے، کائنات کو توانائی دیتا ہے اور سیکنڈ کے اربوں حصے میں فنا ہو جاتا ہے۔ لیکن سرن لیبارٹری (CERN) کے سائنس دانوں نے چند ماہ قبل اینٹی میٹر کو 17 منٹ تک قابو میں رکھا ہے۔ اگر سائنسدان اسے لمبے عرصے تک قابو میں رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ممکن ہے پوری دنیا کی توانائی کی ضرورت بہت مختصر وقت میں پوری ہو سکے۔<sup>v</sup>

## بیگ-بینگ ماڈل

بیگ-بینگ ماڈل جو جدید کاسمولوجی کے ایک سٹینڈرڈ ماڈل کی حیثیت اختیار کر گیا ہے، کے کچھ مسائل بھی ہیں جنہیں جزوی طور پر انفلیشن کے ذریعے حل کر لیا گیا ہے۔ تاہم ابھی تک کوئی اور متبادل ماڈل اس سے بہتر نتائج پیش کرنے سے قاصر ہے۔ بیگ بینگ ماڈل بھی ہر اعتبار سے مکمل

نہیں ہے۔ مثلاً یہ ماڈل ہمیں اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہے کہ لارجیسٹ سکیل پر کائنات کیوں اتنی یونیفارم ہے اور سمالیسٹ سکیل پر کائنات اتنی نان یونیفارم کیوں ہے۔ بگ بینگ تھیوری اس بات کی بھی تشریح نہیں کرتی کہ سٹارز اور گلیکسیز کیسے وجود میں آئیں۔ (Wollack, NASA 2010) بگ بینگ کے متبادل تھیوریز بھی پیش کی گئی ہیں جن میں Steady State Theory, Eternal Inflation Theory, Oscillating Model of the Universe شامل ہیں لیکن ابھی تک زیادہ سے زیادہ سائنسی شواہد بگ بینگ تھیوری ہی کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ (Tate 2014)

اکثر مذہبی لوگ اس ماڈل کی بنیاد پر تخلیق کائنات کے الوبی تصور کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم بعض فلاسفر اس کے برعکس نتائج بھی اخذ کرنے کی کوشش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ (Altaie 2008, 160) سنگولیریٹی (singularity) یعنی بگ-بینگ سے پہلے کی وہ بے مثل صورتحال، وہ ابتدائی کنڈیشن جس میں نہ زمان ہے نہ مکان، نہ مادہ، انرجی نہ علیت ایک گہری فلسفیانہ اہمیت کا تصور ہے۔ سپیس، ٹائم کی غیر موجودگی میں کوئی فریکس ممکن نہیں اسلئے ہم یہ سوال نہیں پوچھ سکتے کہ بگ-بینگ سے پہلے کیا کنڈیشنز تھیں۔ بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ کائنات کا آغاز سنگولیریٹی یعنی لامحدود کثافت، پریشر اور ٹمپریچر کی حالت میں ہوا۔ لیکن جب فریکس یعنی ایسی سائنس ہی دستیاب نہیں جو اس یونیک صورتحال کو سٹڈی کر سکے تو اس مفروضے کی تصدیق کیسے ممکن ہے۔ جو ماڈل، کائنات کا آغاز سنگولیریٹی سے کرتے ہیں وہ کوانٹم ایفیکٹ کو قابل توجہ نہیں سمجھتے۔ جو ماڈل کوانٹم ایفیکٹ کو قابل توجہ سمجھتے ہیں وہ کائنات کے نان-سنگولر آغاز سے وجود میں آنے کی تشریح کرتے ہیں۔<sup>vi</sup> سٹیون ہاکنگ اور ہرٹل کی تجویز کہ کائنات بگ بینگ سے لا محدود ٹائم پہلے ایک تخیلاتی زمان (imaginary time) میں موجود مانی جا سکتی ہے، کا مطلب ہے کہ یونیورس فزیکل حالت میں وجود نہیں رکھتی تھی کیونکہ تخیلاتی زمان (imaginary time) ایک طبعی طور پر قابل پیمائش مقدار نہیں ہے۔ اس لئے معقولیت کے ساتھ اس تجویز کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ مزید یہ کہ ہاکنگ-ہرٹل تجویز حد درجہ قیاسی ہونے کے باوجود ایسی ازلی کائنات کا قابل قبول جواز پیش کرنے سے قاصر ہے جو خدا کے بغیر ازل سے چل رہی ہو۔ بعض مذہبی لوگ، جیسے کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، آغاز کائنات میں سنگولیریٹی کا ہونا وجود خالق کے لئے ایک ثبوت کے طور پر لیتے ہیں۔ ڈاکٹر الطائی کا خیال ہے کہ یہ ایک بے خدا کائنات کے نظریے کو زیادہ سپورٹ کرتی ہے کیونکہ ایک نان سنگولر کائنات کو، سنگولر کائنات (جو فرض کرتی ہے کہ آغاز میں ڈنسٹی، پریشر، ٹمپریچر لا محدود تھا) کی نسبت اپنا ممکنہ ڈیزائن متعین کرنے کیلئے ایک خالق خدا کی احتیاج زیادہ ہوگی۔ اگرچہ ایک سنگولر یونیورس میں بھی خدا کا رول بالکل زیرو نہیں ہو جاتا۔ علماتی نقطہ نظر سے ایک سنگولر یونیورس زیادہ جبریتی ہو گی ایک نان سنگولر یونیورس کی نسبت۔

آدولف گرینباؤم (Adolf Grünbaum) بگ بینگ کو محض ایک غیر حقیقی واقعہ سمجھتا ہے کیونکہ  $T=0$  پر سٹارٹ کیلئے کوئی ٹائم ہی نہیں تھا۔ اس کے مطابق بگ بینگ ایک زمانی و مکانی طبعی واقعہ ہونے کی شرائط پوری نہیں کرتا۔ الطائی اتفاق کرتا ہے کہ یہ بات درست ہے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی بگ بینگ نہیں ہوا یا یہ کہ بگ بینگ ایک غیر علی واقعہ تھا۔ یہ درست ہے کہ یہ سوال فریکس کے بجائے میٹا فریکس سے متعلق ہے۔ ایک فزیکل یونیورس میں علت کیلئے زمانی تقدم ضروری ہے معلول سے۔ اگر اسے بگ بینگ پر اپلائی کیا جائے تو پھر کہنا پڑے گا کہ بگ بینگ کی کوئی نان فزیکل کاز تھی۔ کیونکہ ہماری موجودہ فریکس کوئی الٹیمیٹ فریکس نہیں ہے۔ ممکن ہے آئندہ یہ کسی نان فزیکل کاز کا تصور دریافت کر لے۔ (Altaie 2008, 161)

بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ فزیکل ویکویم یکسر خالی نہیں ہوتا۔ یہ ورچوئل پارٹیکل-انٹی پارٹیکل کے جوڑے ہوتے ہیں جو ابھرتے ہیں اور بہت ہی شارٹ ٹائم میں ابھرتے اور مٹتے رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہی اچانک بگ بینگ کا سبب بنے ہوں۔ الطائی کا نظریہ ہے کہ اس پر کوئی سالڈ تھیوری ڈویلپ نہیں کی گئی، نیز جو لوگ اس فیلڈ سے تعلق رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کوئی ورچوئل سٹیٹ حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتی جب تک کہ ایک سٹرانگ فیلڈ آف ایکسٹرنل فورس موجود نہ ہو۔

چنانچہ پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے فیلڈ کا منبع کیا تھا جو کائنات کے وجود میں آنے سے پہلے ورچوئل سٹیٹ کو ایکچوئل سٹیٹس میں تبدیل کر سکنے کی توجیہ کر سکے۔

### فائن ٹیونڈ نیورس

جدید کاسمولوجیکل دریافتوں کی بنیاد پر ماہرین طبیعیات کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی ہے کہ کائنات میں بہت ہی انٹیلیجنٹ اور ترقی یافتہ مخلوقات کا ہونا ثابت کرتا ہے کہ ہماری کائنات ایک fine tuned یونیورس ہے۔ فائن ٹیوننگ کی تعریف بعض ماہرین طبیعیات نے اس طرح کی ہے کہ یہ کائنات انسان جیسی مخلوقات کو سنبھال سکنے کیلئے ڈیزائن کی گئی معلوم ہو تی ہے۔ مشہور سائنٹسٹ وینبرگ اس بات کی مخالفت کرتا ہے کہ کائنات ارادی طور پر اس مقصد کیلئے ڈیزائن کی گئی تھی اور کہتا ہے کہ نیچرل سلیکشن کے اصول کی بنیاد پر انسانوں نے اس کائنات میں ایڈجسٹ کرنا سیکھا ہے۔ (Weinberg 1999) ڈاکٹر باصل الطائی کا نظریہ ہے کہ یہ بڑی قابل افسوس بات ہے کہ وینبرگ جیسا سائنسدان اس بات کو جان نہیں سکا کہ منطقی اور علماتی دونوں اعتبار سے 'نیچرل سلیکشن' کی اصطلاح قابل اعتراض ہے کیونکہ سلیکشن کیلئے نیچر میں ارادہ کو ماننا ضروری ہے۔ مختلف فیکٹرز کو کو آرڈینیٹ کرنے کا مطلب ہے مائنڈ کا ہونا۔ تو کیا نیچر کا مائنڈ ہے؟ یہ مائنڈ آف گاڈ کو ماننے والی بات نہیں! جس کا وینبرگ انکار کرتا ہے۔ (Altaie 2008, 163)

### لاز آف نیچر

آخری سوال لاز آف نیچر کے بارے میں ہے۔ کیا لاز آف نیچر جو ہم دریافت کرتے ہیں یا وضع کرتے ہیں، مائنڈ آف گاڈ کو ظاہر کرتے ہیں؟ جواب حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس سوال کا جواب دیں کہ سائنسی تھیوریز حقائق (fact and realities) کو بیان کرتی ہیں یا ہمارے مائنڈ اور امیجینیشن کا اظہار ہیں؟ جدید سائنس کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ سائنسی تھیوریز وقت کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ اگرچہ نئی اور پرانی تھیوریز کی کیلکولیشنز میں مطابقت قائم کر لی جاتی ہے، تاہم تعلقات (concepts) تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ دو بہت اہم مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

1 کوانٹم تھیوری بمقابلہ کلاسیکل ریڈی ایشن فزکس اور

2 نظریہ اضافیت بمقابلہ نیوٹونین مکیکس اور تھیوری آف گریویٹیشن

ہم دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح کلاسیکل پارٹیکل کنسپٹ تبدیل ہوا، ویو پارٹیکل ڈیولپٹی کے تصور نے اس کی جگہ لے لی جو کوانٹم تھیوری کے سبسٹریٹم کی تشکیل کرتا ہے۔ اسی طرح کوانٹم میٹرمنٹ کے عدم جبریت (indeterminism) نے کلاسیکل فزکس کے نظریہ جبریت (determinism) کی جگہ لے لی۔ ان نئے تصورات نے لاز آف نیچر کے فلسفہ کو بالکل تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ علی جبریت (determinism) کو خدا کی ضرورت نہیں رہتی اگر نیچر کے قوانین خود کار ہوں۔ لیکن غیر جبریتی (indeterministic) یا آزاد کائنات میں مختلف، اور بسا اوقات متفاوت، قوانین فطرت کو کوآرڈینیٹ کرنے اور انکا رزلٹ فائنل کرنے کیلئے یقیناً خارج میں پرسنل گاڈ کی ضرورت رہتی ہے۔ اگر قوانین فطرت جبریتی ہوں اس طرح کہ کائنات از خود چل سکتی ہو تو کسی خارجی ایجنٹ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے برعکس اگر عدم جبریت قوانین فطرت کی بنیاد ہے تو خارج میں خدا کی ضرورت ناگزیر ہو گی۔ یہاں عقل اور نیچر میں آویزش پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ نیچر ان قوانین کا اتباع نہیں کرتی جو ہمارا ذہن اس کے لئے اختراع کرتا ہے بلکہ ان قوانین کا اتباع کرتی ہے جو خدا نے اس کے لئے بنائے ہیں۔ فزیکل لاز آف نیچر جو ہم دریافت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، دراصل ہمارے ذہن کی اختراع ہوتے ہیں، ذہن خدا کی تخلیق نہیں ہوتے۔ قوانین فطرت کی دریافت کے ذریعے دراصل ہم اپنے ذہن کو (نہ کہ خدا کے ذہن کو) دریافت کرتے ہیں کہ وہ کیسے کام کرتا ہے۔ تقریباً دو صد سال تک ہم سمجھتے رہے کہ نیوٹن کا قانون قوت ثقل (Newton's law of gravity) دراصل نظام شمسی کو کنٹرول کرنے کا خدائی قانون ہے۔ پھر یہ آشکار ہوا کہ نیوٹن کے قانون کی ریاضیاتی تشکیل درست ہے اور نہ ہی اس کا کشش ثقل کا تصور، حالانکہ خلائی سائنسدان نہایت کامیابی کے ساتھ ان کے ذریعے سیاروں کے مدار کی پیمائش اور ان

سیاروں کی پیش گوئی کرتے رہے جو بعد میں دریافت ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ آئن سٹائن سمیت کوئی بھی سائنسدان ذہن خدا کو جان نہیں سکا کہ وہ کیسے کام کرتا ہے۔ آئنسٹائن کا تصور خدا پوری کائنات کے نظم اور تنظیم کے حوالے سے تھا۔ کائنات میں indeterminism کے پہلو کو ماننا اس کیلئے مشکل تھا۔ اسی لئے وہ احتجاجاً پکار اٹھا کہ یہ نہیں مانا جا سکتا کہ خدا ڈا یس کھیلتا ہے۔

از خود کام کرنے والے مختلف، متفاوت اور علیحدہ علیحدہ قوانین فطرت کائنات کے نظم اور خوبصورتی کی توجیہ نہیں کر سکتے۔ انہیں کسی کو آرڈینیٹنگ میکانزم کی ضرورت ہو گی جو اپنے طور پر ایک اور لاء آف نیچر ہوگا۔ ورنہ ہمیں کسی ایسے ایکسٹرنل ایجنٹ کی ضرورت ہو گی جو نیچر کی حد بندیوں کا پابند نہ ہو۔ کسی بھی طرح کسی ایسے قانون فطرت کو پایا نہیں جا سکتا جو تمام قوانین فطرت کو آپس میں کو آرڈینیٹ کر سکے کیونکہ ماننا پڑے گا کہ اسمیں ایسا میکانزم موجود ہے، اور یہ ناقابل تصور ہے۔ اس صورت میں ہمیں ایک اور ایسا قانون چاہئے جو اس سمیت تمام قوانین کو کو آرڈینیٹ کر نے کا میکا نزم رکھتا ہو اور اس سلسلہ کا لا محدود طور پر بڑھتے چلے جانا، نظام کائنات کو ناقابل فہم بنا دیتا ہے۔ چنانچہ ایک ایسے ایکسٹرنل ایجنٹ کا ہونا جو نیچر کے تابع نہ، اس مُعضلہ (dilemma) کے حل کیلئے لازم ہے، ایسا ایجنٹ جو نہ سپیس کا پابند ہو نہ ٹائم کا اور نہ ہماری لاجک اور فہم کا۔ ماہرین طبیعیات کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تصور خدا پر غور کریں اور ایسی ایکسٹرنل پاور، ارادہ اور وزٹم کی حامل ہستی کے امکان پر غور کریں جو کائنات کو کنٹرول کر رہی ہے اور قائم رکھے ہوئے ہے۔ خدا کا تصور ایسی ہستی کی حیثیت سے کیا جانا چاہئے جو کائنات کو ایڈمنسٹر کر رہی ہے لیکن خود فزیکل سپیس اور ٹائم سے ماوراء ہے۔ اگر ہم خدا کا ایسی ہستی کی حیثیت سے ادراک کریں گے جو ہماری فزیکل یونیورس کے اندر موجود ہے تو اس سے کائنات اور پیچیدہ ہو جائے گی، ایسے خدا کو فزیکل لاز آف نیچر کا پابند ہو کر رہنا پڑے گا اور پھر ایک ایسے سپر نیچرل خدا کی ضرورت ہوگی جو اسکی پاور اور ارادہ اور عمل کو باقی قوانین کے ساتھ کو آرڈینیٹ کرے۔ (Altaie 2008, 164)

### لامحدود تخیلاتی زمان — سٹیون ہاکنگ

سٹیون ہاکنگ اپنی کتاب A Brief History of Time میں کہتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ کائنات طبیعی طور پر وجود میں آنے سے پہلے، لامحدود تخیلاتی زمان (imaginary time) میں موجود رہی ہو۔ چنانچہ کائنات کے وجود میں آنے کیلئے کسی خالق خدا کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ڈاکٹر الطائی کا نظریہ ہے کہ ہاکنگ اس حقیقت کو نظر انداز کر رہا ہے کہ مفروضہ مقداریں (imaginary quantities) ریاضیاتی حقیقتیں (mathematical entities) ہوتی ہیں، فزکس کی ریاضیاتی تشکیل میں اہم کردار ہونے کے باوجود ان کی براہ راست پیمائش ممکن نہیں ہوتی۔ (Altaie, M. Basil 2015, 1)

خلاء کی کوانٹم سٹیٹ پر تحقیق سے ہاکنگ اخذ کرتا ہے کہ کائنات صرف قوتِ ثقل (gravity) کی بنیاد پر عدم سے وجود میں آ سکتی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب ”The Grand Design“ میں دعویٰ کرتا ہے کہ کائنات کیلئے کسی خالق خدا کی ضرورت نہیں۔ لارنس کراس بھی اپنی کتاب Something from Nothing میں اسی قسم کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر الطائی یہ کہتا ہے ہاکنگ اور کراس دونوں اس حقیقت کو نظر انداز کر رہے ہیں کہ عدم کو ہست کرنے کیلئے ایک بہت سٹرانگ گریوٹی یا سپیس۔ ٹائم وارپ کی ضرورت ہے۔ ورچوئل پارٹیکلز جن کے بارے میں فرض کیا جاتا ہے کہ وہ کوانٹم ویکيوم میں موجود ہوتے ہیں، ایک سٹرانگ گریوٹیشنل فیلڈ کے بغیر اچانک رونما نہیں ہو سکتے۔ پال ڈیویز اس حقیقت کو تسلیم تو کرتا ہے لیکن کہتا ہے کہ یہ صرف زبان (سیمینٹکس) کا مسئلہ ہے۔ وینبرگ اور کراس خدا کے وجود کو اسی صورت ماننے کیلئے تیار ہیں اگر کائنات معجزانہ طور پر چلتی ہوئی دکھائی جا سکتی ہو۔ مثلاً آسمان پر ستارے ایسی ترتیب اختیار کر لیں کہ ”I am here.“ لکھا ہوا نظر آئے یا آگ کی تلوار آئے اور اس کا سر قلم کر دے، تو یہ خدا کو ماننے کیلئے تیار ہونگے۔ ڈاکٹر محمد باصل الطائی کا کہنا ہے کہ معجزانہ طور پر چلنے والی کائنات نظم و ترتیب سے خالی ہو گی، کسی واقعہ کی سائنسی توجیہ ممکن نہیں ہو گی،

ایسی کائنات میں خدا کے بجائے محض ایک قوت کی ضرورت ہو گی جو اس بلائنڈ نیچر کے chaos کو قائم رکھ سکے۔ وینبرگ کے ریمارکس یہ ہیں کہ خدا کو نہ ماننے والوں کی مشکل یہ ہے کہ ”لازم نہیں ہے کہ کنسنسٹنٹ ریاضیاتی نتائج حقیقی صورتحال کو ہی بیان کر رہے ہوں، کیونکہ ایسی بہت سی کنسنسٹنٹ ریاضیاتی تشکیلات ہیں جو نیچر میں حقیقی طور پر وجود نہیں رکھتیں۔“ (Altaie, M. Basil 2015, 2)

### کیا سائنس ، خدا پر اعتقاد کو ختم کر دیتی ہے؟—محمد باصل الطائی

الطائی کہتے ہیں کہ ’کیا سائنس ، خدا پر اعتقاد کو ختم کر دیتی ہے؟‘ بڑا نازک سوال ہے۔ اس میں بہت سی اصطلاحات ایسی شامل ہیں جن کے معنوں کا تعین نہایت ضروری ہے۔ یہ سوال فلسفیانہ اور تھیولوجیکل ، دونوں تناظر میں اٹھایا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر الطائی کا کہنا ہے کہ ’خدا‘ کے ایک خاص تصور کیلئے جواب ہاں میں دیا جا سکتا ہے ، جبکہ ’خدا‘ کے ایک مختلف تصور کیلئے جواب نفی میں ہو سکتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ پہلے طے کر لیا جائے کہ ہم ’خدا‘ سے کیا مراد لے رہے ہیں۔ دیکھنے والی دوسری بات یہ ہے کہ کیا خدا کے وجود پر اعتقاد اور کائنات کے چلنے کیلئے خدا کا ہونا ہماری نفسیاتی، طبیعی ، علمیاتی ضرورت ہے یا پھر عملی ضرورت ہے۔ یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ کیا کائنات کے بارے میں مکمل معلومات نہ ہونے کی وجہ سے یہ ہماری وقتی ضرورت ہے ، یا یہ اعتقاد ہمارے کائناتی صداقت کے علم کا بنیادی جز ہے۔ یہ بات پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے کہ حال پر ہمارے سائنسی نظریات ہمیشہ ہماری معلومات کی حد تک ہی ہوتے ہیں۔ خدا کون ہے! کیتھ وارڈ کہتا ہے کہ ”خدا ایک نان-فزیکل، صاحب شعور ، صاحب علم و فہم ہستی ہے، جس نے ممیز اقدار (distinctive values) کو وجود میں لانے کیلئے کائنات کو تخلیق کیا۔“ ڈاکٹر الطائی کا تبصرہ ہے کہ خدا کی یہ تعریف اس مفروضے کو تقویت دیتی ہے کہ شعور غیر طبیعی شکل میں بھی موجود ہو سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ طبیعی کیا ہے اور غیر طبیعی کیا ہے! اپنے موجودہ فہم کی بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فزیکل ہستی وہ ہوتی ہے جسے حقیقی زمان کے اندر صائب علی رشتوں میں بیان کیا جا سکے۔ اور علت سے ہماری مراد وہ قابل تصدیق رشتہ ہے جس میں علت، زمانی اعتبار سے اپنے معلول سے لازماً پہلے ہوتی ہے۔ ایک فزیکل چیز لازماً قابل پیمائش ہوتی ہے۔ البتہ کمپلیکس اعداد ، قابل پیمائش نہیں ہوتے، اسلئے نان-فزیکل قرار دیئے جا سکتے ہیں لیکن کمپلیکس نمبر ہماری ریاضیاتی فارمولیشنز کا لازمی حصہ ہوتے ہیں جن سے ہم فطرت کو سمجھتے ہیں۔ اسلئے خدا کے فہم کا ایک آسان تصور یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ”خدا ایک سمبل ہے جو ایک سپر نیچرل ایجنسی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو خلق کی پشت پر ہوتی ہے ، اسے سنبھالنے اور قائم رکھنے کیلئے ، اگرچہ اسے صرف اسی تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ خدا ایک نظام ہے جو قوانین فطرت کو صائبیت عطا کرتا ہے۔ سپر نیچرل ہونے کی بنا پر اس ایجنسی کا محض عقلی مطالعہ کرنا ممکن نہیں اور اسے مکمل طور پر اپنے احاطہ شعور میں لانا بھی ممکن نہیں ہو گا۔“ (Altaie, M. Basil 2015, 3) ہمارے نقطہ نظر سے خدا کو نظام کہنا قطعاً درست نہیں۔ خدا سب نظاموں کا خالق ہے اور خود ان کے ساتھ ہر مشابہت سے پاک ہے۔

### کیا قوانین فطرت خدا کی جگہ لے سکتے ہیں۔

الطائی کا خیال ہے کہ خدا کے عدم وجود ، یا کائنات میں خدا کی عدم ضرورت پر ، اس سے زیادہ مضبوط دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ نظام کائنات خود کار ہے اور قوانین فطرت کے مطابق چل رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ قوانین فطرت کیا ہیں اور کیا وہ خدا کی جگہ لے سکتے ہیں؟ آئیے دیکھتے ہیں جدید فلسفہ و سائنس کی ترقی کے دوران مختلف فلسفیوں اور سائنس دانوں نے قوانین فطرت کے بارے میں کیا نقطہ نظر اختیار کیا ہے۔ فلسفہ جدید کا بانی ڈیکارٹ (-1596 1650) قوانین فطرت کو ایک ما وراء اور نا قابل تغیر خدا کی فعلیت قرار دیتا ہے۔ جبکہ اسکا ہم عصر فلسفی ہابس (1588-1679) نہیں سمجھتا کہ نیچرل فلاسفی میں خدا کا کوئی رول ہو سکتا ہے۔ قوانین فطرت کے کائنات میں عمل کو واضح کرنے کیلئے وہ جیومیٹری کے قوانین کا حوالہ دیتا ہے۔ ڈاکٹر



الطائی جیومیٹرک آرگومنٹ کی مثال زمین پر آزادانہ گرتے ہوئے ایک پتھر سے دیتا ہے جس کے بارے میں کہا جائے کہ یہ اسلئے زمین پر گرتا ہے کیونکہ پتھر اور زمین کے درمیان قوتِ ثقل کارفرما ہے۔ لیکن کیا ہم یہ بھول نہیں رہے کہ قوتِ ثقل کا منبع کیا ہے اور کون اسے متحرک کر رہا ہے! ایک غیر جانبدار مفکر کو آپ اس قسم کے سوال پوچھنے سے روک نہیں سکتے۔ آپ اس قسم کے سوال کی پیش بندی قوتِ ثقل کے عمل کو کسی اور علت کے ساتھ منسوب کر کے بھی کر سکتے ہیں۔ مثلاً جیسے نیوٹن قوتِ ثقل کے عمل کو مادے کے ساتھ منسوب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جہاں مادہ ہو گا، قوتِ ثقل بھی ہو گی۔ یا جیسے آئن سٹائن اسے سپیس-ٹائم کرویچر کے ساتھ منسوب کرتا ہے۔ یا جیسے ہابس خدائی عمل دخل سے اسلئے انکار کرتا ہے کہ ایک غیر طبعی حقیقت، طبعی حقیقت پر کس طرح اثر انداز ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر محمد باصل الطائی نان فزیکل رئیلٹی کے فزیکل رئیلٹی پر اثر انداز ہونے کے مسئلہ کو سائنس اور مذہب کی موجودہ ڈیویژن میں بڑا چیلنجنگ سوال قرار دیتا ہے۔ ڈاکٹر الطائی کا خیال ہے کہ جدید سائنسز بالخصوص بائیولوجی اور فزکس نے اس مفروضے کی بنیاد پر کہ، علتی لزوم (deterministic causality) کا اصول کائنات کی قابلِ اطمینان تشریح کیلئے بالکل کافی ہے، وجودِ خدا پر اعتقاد کو کمزور کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ کلاسیکل فلکیاتی مکینکس نے، مثال کے طور پر، علتی لزوم کے نظریے کی اس حد تک توثیق کی ہے کہ پائر لے پلاس (1747-1827ء) دعویٰ کرتا ہے کہ اگر کسی نظام کی بنیادی شرائط معلوم ہو جائیں، تو اس سسٹم کی آئندہ تمام ڈویلپمنٹ کی، کسی الوبی حوالے کے بغیر، حتمیت کے ساتھ پیش گوئی کی جا سکتی ہے۔ مثلاً ہمیں کائنات کی موجودہ حالت کو اسکی متقدم حالت کا معلول، اور اسکی متاخر حالت کی علت سمجھنا چاہئے۔ ایک ذہین ہستی جو کسی متعین لمحے نیچر پر عمل پذیر قوتوں، اور تمام اشیائے کائنات کی پوزیشن کا علم رکھتی ہو، تو وہ صرف ایک ہی فارمولا کے ذریعے بڑے سے بڑے اجسام یعنی ستاروں سیاروں اور چھوٹے سے چھوٹے اجسام یعنی ایٹموں کی حرکت کا ادراک کر سکتی ہے بشرطیکہ اسکی ذہانت اس لمحے تمام ڈیٹا کا تجزیہ کرنے کی اہلیت رکھتی ہو۔ ایسی ہستی کیلئے کائنات کی کسی سابقہ، موجودہ یا آئندہ حالت کے بارے میں یقینی علم بالکل ناممکن نہیں ہو گا۔ علمِ فلکیات کو ذہنِ انسانی نے جس پرفیکشن سے ہمکنار کیا ہے، اور خلاؤں کا سفر ممکن ہوا ہے، وہ اس ذہانت کی چھوٹی سی مثال ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ علیتی جبریت (deterministic causality) پر اسی یقین نے آئن سٹائن کو یہ کہنے کا حوصلہ دیا کہ ”کیا کائنات کی تخلیق کے علاوہ بھی خدا کے پاس کوئی چوائس تھا؟“ یعنی کائنات کا وجود میں آنا ایک طے شدہ امر تھا۔ (Altaie, M. Basil 2015, 4-5)

## جدید نظریہ: غیر جبریتی علیت (Indeterministic causality)

### تصورِ خدا کی ٹرانسفارمیشن

مذہب اور سائنس میں آویزش پر گفتگو کرتے ہوئے یونیورسٹی آف کیلگری کے بائیو کمپلیکسٹی اینڈ انفارمیٹکس کا ڈائریکٹر سٹوارٹ کافمین تجویز کرتا ہے کہ اس آویزش کے خاتمے کیلئے تصورِ خدا میں تبدیلی ضروری ہے۔ کافمین کا خیال ہے کہ نیچرل یونیورس میں ایک سپر نیچرل مذہبی خدا کی جگہ، مسلسل فطری فعلیت (ceaseless activity in natural universe) کے روپ میں ایک خالصتاً نیچرل گاڈ کا تصور متعارف کرایا جانا ضروری ہے۔ تاہم مذہبی تصورِ خدا کی جگہ ایک غیر مختتم فطری ایکٹیویٹی کی حیثیت سے خالصتاً نیچرل گاڈ کی یہ تبدیلی ایک تدریجی عمل کی متقاضی ہے۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ سائنس کو ایک ایسے سائنسی ورلڈ ویو میں تبدیل کر دیا جائے، نیچرل گاڈ کا مذکورہ بالا تصور جس کا لازمی حصہ ہو۔ وہ اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ ’مقدس‘ (sacred) کے تصور کو از سر نو وضع کیا جائے۔ تصورِ خدا میں تبدیلی کی تاریخ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا تصور انسانوں کا ساختہ ہے، نہ کہ کسی خدا کا ساختہ، اور انسانوں نے ہی خدا کے ساتھ تقدس کا تصور وابستہ کیا ہے نہ کہ خدا نے یہ تصور دیا ہے۔ لہذا خدا کے تصور کو پھر تبدیل کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ڈاکٹر الطائی کا کہنا ہے کہ یہ بات عیسائیت اور یہودیت کے تصور خدا کے بارے میں تو درست ہو سکتی ہے کیونکہ انکی الہامی کتابیں تحریف سے پاک نہیں رہ سکیں۔ لیکن یہ بات اسلام کے بارے میں قطعاً درست نہیں مانی جا سکتی، اسلئے کہ قرآن پاک کلام الہی ہے اور تحریف سے قطعاً پاک ہے۔ اسلام کا تصور خدا وہی ہے جو قرآن پاک بیان کرتا ہے۔ قرآن پاک خدا کو الخالق کہتا ہے جو القیوم، القادر، السميع، العليم، المتكلم بھی ہے۔ تاہم ڈاکٹر الطائی یہ بھی کہتا ہے کہ ”ایسے خدا کا شخصی صفات کی حامل پرسنل ایجنسی کی حیثیت سے پیش کیا جانا وجود، فعلیت، اور مقصد کے حوالے سے ذات باری کی تفہیم میں بہت سی مشکلات کا باعث بھی بنتا ہے۔ لیکن کیا خدا کے بارے میں جو کہ غیر طبیعی (nonphysical) ہے، یہ سوچنا کہ وہ طبیعی دنیا کو متاثر کر سکتا ہے، بہت سنجیدہ سوال نہیں!“ (Altaie, M. Basil 2015, 6) ڈاکٹر محمد باصل الطائی کی یہ بات درست نہیں۔ اللہ کو غیر طبیعی کہنا بھی اتنا ہی نا درست ہے جتنا اسے طبیعی کہنا۔ وہ طبیعی اور غیر طبیعی، نیچرل اور سپر نیچرل تمام اشیاء کو وجود عطا کرنے والے کی حیثیت سے اشیاء کے ساتھ کسی بھی مماثلت سے پاک ہے۔ وہ نیچرل ہے اور نہ سپر نیچرل۔ جس نے طبیعی اور غیر طبیعی، نیچرل اور سپر نیچرل تمام اشیاء کو عدم سے بغیر کسی مثال کے خلق کیا ہے، جسکی قدرت اور علم انہیں محیط ہے۔ جو ہر جگہ موجود ہے، کوئی تین لوگ نہیں ہوتے مگر چوتھا وہ ہوتا ہے، اور کوئی چار لوگ نہیں ہوتے پانچواں وہ ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ کہ وہ طبیعی اشیاء کو متاثر کیسے کر سکتا ہے، نہایت نامناسب بات ہے۔ اسلام کا تصور خدا شخصی ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی پوشیدہ اور ظاہر کا علم رکھنے والا ہے، اور وہ رحمن اور رحیم ہے۔ (59:22) اللہ وہی ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ، قدوس، سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا، صاحب کبریاء۔ اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔ (59:23) اور اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسماء الحسنیٰ اس کے ہیں۔ (20:8) اور اللہ کو اس کے اسماء الحسنیٰ ہی سے پکارو۔ اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے اسماء میں الحاد کرتے ہیں۔ وہ جلد ہی اپنے کئے کی جزا پائیں گے۔ (7:180) قرآن پاک اللہ کے اور بھی بہت سے صفاتی نام بیان کرتا ہے۔ قرآن پاک میں درج ذیل اسماء الحسنیٰ کا ذکر ہے۔

### اسماء الحسنیٰ

الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوسُ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِي، الْمَصُورُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ، الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِيمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعَزِّزُ، الْمَذِلُّ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِيفُ، الْخَبِيرُ، الْحَلِيمُ، الْعَظِيمُ، الْغَفُورُ، الشَّكُورُ، الْعَلِيُّ، الْكَبِيرُ، الْحَفِيزُ، الْمُقِيتُ، الْحَسِيبُ، الْجَلِيلُ، الْكَرِيمُ، الرَّقِيبُ، الْمَجِيبُ، الْوَاسِعُ، الْحَكِيمُ، الْوَدُودُ، الْمَجِيدُ، الْبَاعِثُ، الشَّهِيدُ، الْوَكِيلُ، الْقَوِيُّ، الْمُتَيْنُ، الْوَلِيُّ، الْحَمِيدُ، الْمُحْصِي، الْمَعِيدُ، الْمَبْدِي، الْمَعِيدُ، الْمُحْيِي، الْمُمِيتُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْوَاجِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الْاَحَدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الْاَوَّلُ، الْاٰخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِي، الْمُتَعَالِ، الْبَرُّ، التَّوَابُ، الْمُنْتَقِمُ، الْعَفْوُ، الرَّؤْفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، الْمَقْسُطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِيُّ، الْمَغْنِيُّ، الْمَانِعُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، النَّوْرُ، الْهَادِي، الْبَدِيعُ، الْبَاقِي، الْوَارِثُ، الرَّشِيدُ، الصَّبُورُ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ۔ (تفسیر فاضلی منزل دوم، تفسیر آیت 7:180)

اللہ کے افعال سے اس کے مزید صفاتی نام اخذ کئے جا سکتے ہیں جیسے ربّ وغیرہ۔ وہ دعاؤں کا سننے، قبول کرنے والا ہے۔ ”اور تمہارے ربّ کا فرمان ہے، مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔“ (القرآن، 40:60) ”اور جب آپ سے میرے بندے مجھے پوچھیں، تو بے شک میں قریب ہوں، پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب مجھے پکارے۔“ (القرآن، 2:186) وہ اپنی مخلوق سے کلام کرنے پر قادر ہے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا جیسے کلام کیا جاتا ہے۔ (Altaie 2008, 154) وہ القادر ہے۔ تمام نتائج پر اسے قدرت ہے اور تمام نتائج اس کی مشیت کے تابع ہیں۔ وہ ’المبدی‘ ہے۔ جس نے عدم سے کائنات کی بغیر کسی مثال کے تخلیق کی اس کیلئے معجزات صادر کر دینے میں کیا مشکل ہے۔ قرآن پاک میں ایسے واقعات بیان کئے گئے ہیں جنہیں معجزات کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک ان

واقعات کو اللہ کی 'آیات' یا 'آیات بینات' (روشن نشانیاں) کہتا ہے۔ قرآن پاک معجزہ کیلئے 'آیت' یا اسکی جمع 'آیات' یا 'آیات بینات' کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ مثلاً فرمایا: معجزہ دکھایا اللہ نے ابراہیم علیہ السلام (کو چار پرندوں کا، جنہیں اللہ نے دوبارہ زندہ کر دیا) ابراہیم ؑ علیہ السلام کے اطمینان قلب کی خاطر۔ - (القرآن، 2:260) ہم نے فرمایا: اے آگ ٹھنڈی ہو جا، اور ابراہیم علیہ السلام پر باعث سلامتی ہو۔ (القرآن، 21:68) ”(فرمادیجئے) معجزے (آیات) سب اللہ کے پاس ہیں۔ -“ (القرآن، 6:109) ”معجزہ لانہیں سکتا کوئی رسول اللہ کے اذن کے بغیر۔ -“ (القرآن، 40:78) اللہ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو مرے رہنے کے سو سال بعد دوبارہ زندہ کر دیا۔ ان کے گدھے کی ہڈیاں ان کے سامنے استوار ہوئیں، گوشت چڑھایا گیا، اور گدھا زندہ ہو گیا۔ ان کا کھانا جو محض چند گھنٹے میں خراب ہو جاتا ہے، ابھی تک صحیح حالت میں تھا۔ (القرآن، 2:259) ”معجزے بڑے بڑے (آیات کبریٰ) دکھائے اللہ نے فرعون کو، مگر اس نے سبھی کو جھٹلا دیا اور نا فرمانی کی۔“ (القرآن، 20-21:79) ”اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو روشن نشانیاں [معجزے] عطا فرمائیں۔“ (القرآن، 17:101) ان شخصی صفات کے ساتھ قرآن پاک یہ بھی فرماتا ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۱﴾ ”کوئی شے اسکی مثل نہیں۔ وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔“ (القرآن، 42:11) ذات باری کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ یا تو اس کی 'خلق' ہے یا اسکا 'امر' ہے۔ 'امر' سے تعلق رکھنے والی چیزیں غیر طبعی ہو سکتی ہیں۔ لیکن خلق اور نہ امر، کچھ بھی اللہ کی اُلوہیت میں شریک نہیں۔ اور اللہ خلق اور امر دونوں کے ساتھ کسی مشابہت سے پاک ہے۔

### خدا کا ملحدانہ نظریہ

سکپیٹک میگزین کا پبلشر مائیکل شریمر (Michael Shremer) کہتا ہے کہ ”سائنس نیچرل سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ سپرنیچرل کے ساتھ۔ سائنس جس خدا کو دریافت کر سکتی ہے وہ ایک فطری ہستی (natural being) ہی ہو سکتا ہے یعنی جو سپیس اور ٹائم میں وجود رکھتا ہو اور قوانین فطرت اس پر لاگو ہوتے ہوں۔ ایک سپرنیچرل گاڈ اتنا مختلف ہو گا کہ سائنس کے دائرہ تحقیق میں نہیں آ سکے گا۔“ جبکہ کیتھ وارڈ کا کہنا ہے کہ اگر ہم شریمر کی خدا کی درج بالا تعریف کو مان لیں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ”ایک غیر طبعی صاحب شعور انٹیلیجنس کے وجود کو ممکن ماننا پڑے گا۔ اس صورت میں تمام موجودات کے سپیس۔ ٹائم میں ہونے، سپیس۔ ٹائم کے قوانین فطرت کے دائرے میں ہونے کا مادہ پرستانہ نظریہ غلط قرار پائے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ خدا کے مختلف تصورات ہیں جو اس سوال کے جواب میں اختلاف رائے کا باعث بنتے ہیں۔“ (Altaie, M. Basil 2015, 7)

براؤن یونیورسٹی کا بائیوآلوجی کا پروفیسر کینتھ ملر (Kenneth Miller) نیچرل خدا کے ماننے والوں پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ ان کی غلطی ہے کہ وہ خدا کو نیچرل ورلڈ کا حصہ تصور کرتے ہیں اور جب اسے وہاں نہیں پاتے تو کہتے ہیں کہ خدا ہے ہی نہیں۔ لیکن خدا نہ تو نیچر کا حصہ ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ خدا چیزوں کے ہونے کی دلیل ہے۔ وہ وجود کائنات کی توجیہ ہے۔ وہ خود وجود کائنات کا حصہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ”الطائی کا نظریہ ہے کہ آپ خدا کو ماننے والے ہیں یا اس کے منکر ہیں، اس بات کو سمجھنا بہت اہم ہے کہ خدا خود فطرت کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ خدا کے نیچر کا حصہ ہونے کی صورت میں، خدا کو قوانین فطرت کا پابند ہونا پڑے گا اور اس طرح اسے لیبارٹری میں لایا جا سکے گا یا ہمارا سائنسی مشاہدہ اسے ٹریک کر سکے گا۔ ملر بالکل درست طور پر اعتراف کرتا ہے کہ وجود خدا کا مفروضہ سائنس کو مسترد کرنے سے نہیں پیدا ہوتا بلکہ اس تجسس سے ابھرتا ہے کہ آخر قوانین فطرت ممکن ہی کیسے ہیں، آخر قوانین فطرت کے ہونے کی توجیہ ہی کیا ہے۔“ (Altaie, M. Basil 2015, 8)

### کوانٹم فرکس: کیا قوانین فطرت خدا کی جگہ لے سکتے ہیں!

کوانٹم فرکس نے، جو کہ پچھلی صدی کے پہلے کوارٹر میں 'سب اٹامک ریلیم' میں ہونے والی تحقیقات کے دوران سامنے آئی، علیتی جبریت (deterministic causality) پر انسانوں کے اعتقاد

کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ مائکروسکوپک ذرات کے ویو لائک ریسپونس نے مکینیکل سسٹم کی ڈائنامکس میں بالکل نئے تصورات متعارف کرائے ہیں۔ ہائزن برگ انسرٹنٹی پرنسپل (Heisenberg uncertainty principle) دعویٰ کرتا ہے کہ کسی مائیکرو سکوپک پارٹیکل کے مومنٹم اور پوزیشن کا بیک وقت مطلق یقین کے ساتھ تعین ممکن نہیں۔ یعنی sub-atomic لیول پر کوئی واقعہ 100 فیصد ایکوریسی کے ساتھ وقوع پذیر نہیں ہوتا۔ کائنات نان لوکل ہے اور اشیاء، ایک یا دوسری طرح، آپس میں الجھی ہوئی (entangled) ہیں۔ یہ فیکٹ، تھیوریز اور ان کی تعبیرات سے انڈیٹنٹ ہے اور deterministic view کے دفاع میں جو بھی دلائل دیئے جائیں، یہ بات ثابت شدہ حقیقت ہے اور بہت سے لیبارٹری ایکسپیریمنٹ اس کی تصدیق کر چکے ہیں کہ نیچر غیر جبریتی (indeterministic) ہے۔ کوانٹم مکینکس کی عدم جبریت کی موجودگی میں ہم یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ کیا قوانین فطرت خدا کی جگہ لے سکتے ہیں؟<sup>vii</sup> (Altaie, M. Basil 2015, 8) (Orzel 2015, 1-2)

## 2. اشاعرہ کا نظریہء جواہر، اور کوانٹم مکینکس:

قدیم مسلم کلام میں اشاعرہ نے نظریہ جواہر کی صورت میں ایک نظریہ پیش کیا جس کے مطابق کائنات مادی ذرات پر مشتمل ہے۔ ہر ایٹم، جوہر (atom) اور اعراض (set of accidents) پر مشتمل ہے۔ جوہر ناقابل تغیر ہے جبکہ اعراض، ہر لمحے متغیر خصوصیات ہیں جو کہ جواہر حاصل کر سکتے ہیں۔ اعراض ایک لمحے سے زیادہ قائم پذیر نہیں ہیں۔ کائنات کی یہ ساخت ایک ایسی ہستی یا ایجنسی کی محتاج ہے جو تمام جواہر اور اعراض میں ہونے والی تبدیلیوں کا اپنے علم اور قدرت میں احاطہ کئے ہوئے ہو اور کائنات کی تمام ڈویلپمنٹ اس کے قبضہ قدرت میں ہو۔ کائنات کا طریق عمل کچھ قوانین کا پابند ہے جسے ہم مظاہر قدرت کے اظہار کی یکسانیت کی صورت سے دریافت کر لیتے ہیں۔ مسلم الہیات کے مطابق کائنات بے نظم و ترتیب، معجزانہ واقعات کا مجموعہ نہیں، تاہم غیر جبریتی نوعیت رکھتی ہے۔ جدید کوانٹم مکینکس میں بھی اس کی بازگشت سنائی دیتی ہے اگرچہ ان دونوں کی اپروچ اور فہم میں بہت فرق ہے۔ (Altaie, M. Basil 2015, 9)

**کیا کائنات اپنے ہونے کیلئے خدا کی محتاج ہے؟**

سین کیمل (Sean Carroll)، تھیوریتیکل کاسمولوجسٹ، کے مطابق ایک بے خدا کائنات کا تصور، جو بغیر کسی خدائی احتیاج کے چل رہی ہو، میتھڈ آف سائنس کے مطابق بالکل قابل تصور ہے۔ (Carroll 2012) الطائی کہتا ہے کہ اس قسم کا دعویٰ اور بھی لوگوں نے کیا ہے۔ لیکن قوانین فطرت کو خدائی کے مقام پر فائز کئے بغیر میتھڈ آف سائنس کیسے ایک خود منحصر کائنات کا تصور دے سکتا ہے۔ اگر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قوانین فطرت اصل میں فطری کائناتی مظہر ہیں، اور مظاہر کائنات (phenomena) ’سب ایٹمک لیول‘ پر غیر متعین (indeterministic) ہیں، تو کیا یہ قوانین فطرت از خود رو بعمل ہو سکتے ہیں۔ جب کوانٹم مکینکس ثابت کر رہی ہے کہ تمام مظاہر اپنی بنیاد میں احتمالی (probabilistic) ہیں، تو ان قوانین کا عمل کیسے متعین اور از خودیقینی ہو سکتا ہے؟ احتمالی (probabilistic) ہونے کی حیثیت میں ان قوانین کا اپنا رول کسی اور ایجنسی کے فیصلے پر منحصر ہو گا۔ لہذا کائنات کیسے خود انحصار اور خود کار ہو سکتی ہے اور بغیر کسی کنٹرولنگ ایجنسی کے از خود چل سکتی ہے۔ نینسی کارٹ رائٹ اپنی کتاب “How the Laws of Physics Lie” (Cartwright 1983) اور آرٹیکل “No God, No Laws” (Cartwright 2008) میں استدلال کرتی ہے کہ ”خدا کے بغیر قوانین فطرت بالکل بے معنی اور بلا جواز تصور ہیں۔“ (Altaie, M. Basil 2015, 10) کارٹ رائٹ فلسفیانہ تناظر میں اس مسئلے کو دیکھ رہی ہے الطائی اسے سائنسی تناظر میں کوانٹم مکینکس کی دریافتوں کی روشنی میں دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا سائنس کو صداقت کے مطلق معیار کی حیثیت دی جا سکتی ہے؟ الطائی کہتے ہیں کہ ہمارا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ سائنس معروضی حقیقت نہیں بلکہ ہمارے وقوف کی پیداوار ہے اور لاز آف نیچر بھی معروضی حقیقت نہیں بلکہ نیچر کے مشاہدات کی ہماری اپنی سائنسی تشکیل

(construction) ہیں۔ آئن سٹائن کانظریہ اضافت ، گریویٹی (قوت ثقل) کی تعقلاتی اعتبار سے اس سے بالکل مختلف پکچر پیش کرتا ہے جو نیوٹن نے پیش کی تھی حالانکہ نیوٹن کی مکینیکل تھیوری صدیوں سے نظام شمسی میں شامل سیاروں کی موومنٹ کی بالکل ایکوریٹ کیلکیولیشنز مہیا کرتی چلی آ رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ ہماری اپنی منطق اور وقوفی استعداد ہے جو ہمیں خدا کی ضرورت کا احساس دلاتی ہے؟ الطائی کا جواب ہے: یقیناً ایسا ہی ہے۔ ”یہ ہماری built-in لاجک ہی ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ پریسائز سسٹمز مثلاً بگ-بینگ، بائیولوجیکل ایویولوشن ، ستاروں کی حرکت ، بلیک ہولز کی دوسری دنیاؤں میں کھلنے والے دروازوں کی حیثیت سے موجودگی، اور ان نظام ہائے کائنات کی ڈائریکٹو ڈویلپمنٹ، اس سب کے لئے لازم ہے کہ اسے کسی ایسی پاور نے ڈیزائن کیا ہو جو سپریم ہو اور علم کے اعتبار سے بھی سپریم ہو۔ چانس اور لزوم سٹرکچر کا حصہ ہوتے ہیں لیکن نظام کائنات محض چانس اور لزوم پر نہیں چل سکتا۔“ اسلئے ڈاکٹر الطائی ، ڈاکٹر کیتھ وارڈ سے اتفاق کرتا ہے کہ یہ سائنس نہیں ہے جو خدا پر یقین کو ماضی کا فرسودہ قصہ قرار دیتی ہے، بلکہ یہ کائنات کی مادی تعبیر ہے جو خدا پر اعتقاد کو فرسودہ قرار دیتی ہے ، جس سے بعض لوگ سپورٹ لیتے ہیں۔ (Altaie, 2015, 10)

i اگرچہ اللہ کی شان ہر انسانی حوالے سے ماوراء ہے، پھر بھی انسانی حوالے بات کو فہم کے قریب کر دیتے ہیں۔ خلق اور امر کے تعلق کو کمپیوٹر کے ہارڈ ویئر اور سوفٹ ویئر سے مماثلت کے حوالے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اللہ کے امر کے نازل ہوتے رہنے کو اسے اپ ڈیٹ کئے جانے کے حوالے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ نظام کائنات جسے ایڈمنسٹر کیا جا رہا ہو، یہ تصور اس کے ساتھ متناقض بھی نہیں ہو سکتا۔

ii یہ نظریہ اصلاً دقیق الکلام کے درج ذیل پانچ اصولوں پر مشتمل جو کہ درج ذیل ہیں:

حدث (Temporality) اس اصول کے مطابق کائنات حادث اور محدود ہے، اور تخلیق، عدم (ex nihilo) سے ہوئی۔ (Al-Aousi 1980:59; Wolfson 1976: 359-372)

غیر مسلسل، مجرد (Discreteness) یہ کہ سپیس ، ٹائم ، انرجی ، مادے اور ہر چیز سے متعلق عرض اپنی ساخت کے اعتبار سے غیر مسلسل اور مجرد اور علیحدہ ہے۔

مسلسل اور مستقل تخلیق (Continual creation) : یہ کہ کائنات ہر لمحے از سر نو تخلیق ہو رہی ہے۔ اس نظریے کی بہت اچھی تشریح (Al-Juwayni 1969:159) al-shamil Fi Usul al-Deen میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اس نظریہ پر ایک جدید بحث وولفساں (Wolfson: 1976: 392-406) میں موجود ہے۔

عدم جبریت (Indeterminism) یہ کہ قوانین فطرت حادث اور غیر متعین (undetermined) ہیں۔ یہ نظریہ کوانٹم تھیوری کی کوپن ہیگن تعبیر کے مماثل ہے۔ (see Jammer 1974:259)

سپیس-ٹائم وحدت (space-time integrity) یہ کہ سپیس اپنے طور پر وجود نہیں رکھتی۔ سپیس موجود ہے اگر کوئی جسم موجود ہے، اور ٹائم بھی اسی صورت وجود رکھتا ہے اگر سپیس میں کوئی واقعہ رونما ہو رہا ہو۔ (Altaie 2005, 154)

iii Cosmology is the scientific study of the large scale properties of the universe as a whole. It endeavors to use the scientific method to understand the origin, evolution and ultimate fate of the entire Universe. Like any field of science, cosmology involves the formation of theories or hypotheses about the universe which make specific predictions for phenomena that can be tested with observations. Depending on the outcome of the observations, the theories will need to be abandoned, revised or extended to accommodate the data. The prevailing theory about the origin and evolution of our Universe is the so-called Big Bang theory.

iv A key concept of General Relativity is that gravity is no longer described by a gravitational "field" but rather it is supposed to be a distortion of space and time itself. Isaac Newton's original theory of gravity, c. 1680, in that it is supposed to be valid for bodies in motion as well as bodies at rest. Newton's gravity is only valid for bodies at rest or moving very slowly compared to the speed of light.

v یہ معلومات جاوید چودھری کے کالم 'سرن کے درویش' مطبوعہ ڈیلی ایکسپریس مورخہ 21 مئی 2017 سے لی گئی ہیں جو اسے سرن لیبارٹری کے ایک پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر مہر شاہ سے ملی ہیں۔ ہم نے انہیں جن ویب سائٹس یا کتابوں سے کنفرم کر کے پیش کیا ہے ان کا حوالہ دے دیا ہے۔

vi The so-called quantum size effect describes the physics of electron properties in solids with great reductions in particle size. This effect does not come into play by going from macro to micro dimensions. However, it becomes dominant when the nanometer size range is reached.

([http://www.nanowerk.com/nanotechnology/ten\\_things\\_you\\_should\\_know\\_3.php](http://www.nanowerk.com/nanotechnology/ten_things_you_should_know_3.php))

vii کوانٹم فریکس چھ بنیادی مفروضوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ کائنات میں موجود ہر شے بیک وقت ذراتی (particle) بھی ہے اور موجی (wavelike) بھی۔ زیادہ موزوں الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سب ایٹمک آبجیکٹ جن سے کوانٹم مکینکس ٹیل کرتی ہے نہ تو پارٹیکل ہوتے ہیں اور نہ ویولانک، بلکہ ایک تیسری قسم ہوتے ہیں جو کچھ خصوصیات موجی (فریکوئنسی، ویو لینگتھ وغیرہ) اور کچھ خصوصیات ذراتی (شماریاتی، اور کسی حد تک لوکلائزڈ) ظاہر کرتے ہیں۔ 2۔ کوانٹم فریکس غیر مسلسل (discrete) ہے۔ کوانٹم فیلڈ میں تمام آبجیکٹ یکساں انرجی کے حامل نہیں ہوتے بلکہ ایک بنیادی اکائی اور کسی قدرتی عدد کا حاصل ضرب ہوتے ہیں۔ اس تمام آبجیکٹ علیحدہ، ممیز اور غیر مسلسل ہوتے ہیں۔ کوانٹم کے معنی بھی یہی ہیں۔ 3۔ کوانٹم فریکس احتمالی (probabilistic) ہے۔ یہاں کوئی چیز حتمی یا یقینی نہیں ہوتی۔ کوانٹم فریکس کا انتہائی حیران کن پہلو یہ ہے کہ کسی کوانٹم سسٹم میں کسی تجربے کے رزلٹ کی یقین کے ساتھ حتمی پیش بینی نہیں کی جا سکتی۔ کوانٹم سائنسدانوں کی کسی تجربے میں ممکنہ نتائج کی پیش بینی ہمیشہ احتمالی ہوتی ہے اور تجربے کو متعدد بار دہرا کر تھیوری اور ایکسپیریمینٹ کے متوقع نتائج کے تقابل کو نتائج کی احتمالی تقسیم (probability distribution) کی صورت میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ 4۔ کوانٹم فریکس (بالعموم) بہت چھوٹی ہوتی ہے کوانٹم فریکس ہمارے روزمرہ تجربات کے حوالے سے بہت مختلف اور عجیب ہوتی ہے جو جوں جوں آبجیکٹ کا سائز بڑھتا ہے، ایفیکٹ چھوٹا ہوتا جاتا ہے۔ اگر آپ کسی کوانٹم آبجیکٹ کا کوانٹم بیہونیئر (quantum behavior) غیر مبہم طور پر دیکھنے کیلئے جتنا اس کا مومنٹ بڑھاتے ہیں، اسی نسبت سے اسکی ویو لینگتھ کم ہو جاتی ہے۔ 5۔ کوانٹم فریکس جتنی چاہے عجیب اور ہمارے روزمرہ احساس سے مختلف ہو، کوئی پر اسرار چیز (magic) نہیں ہے۔ جو پیشبینی اس سے حاصل ہوتی ہے وہ تسلیم شدہ ریاضیاتی قواعد اور اصولوں کے عین مطابق ہیں۔ 6۔ کوانٹم فریکس نان لوکل ہے۔ کوانٹم فریکس ایسے سسٹمز کو تسلیم کرتی ہو جہاں بہت فاصلوں پر واقعے لوکیشنوں پر کی گئی پیمائشیں آپس میں کسی نا معلوم طریقے سے الجھی ہوئی ہوتی ہیں کہ ایک کا رزلٹ دوسری کی پیمائش کو متعین کرتا ہے۔ یہ صرف اسی صورت ممکن ہے کہ کوئی کامن فیکٹر پہلے سے ہی پیمائش کے رزلٹ کو متعین کر رہا ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوانٹم آبجیکٹ آپس میں اس طرح الجھے ہوئے / مربوط (entangled) ہوتے ہیں کہ انکی صحیح لوکیشن کا تعین ممکن نہیں ہوتا۔ (Orzel 2015, 1-2)

## کتابیات

- Al-As'ari, Abu 'L-Hasan 'Ali Ibn Isma'il. *Al-Ibaanah an Usul Ad-Diyaanah* (Eng. tr. The Elucidation of Islam's Foundation). Walter C. Klein. (American Oriental Society, New Haven, 1940).
- Al-Ash'ari, Abu'l Hasan ali b. Is-ma'il. *The Theology of Al-Ash'ari*, (Eng, trans. of the Kitab Al-Lu-ma Rishalat Isthisal al-akhawd fi'ilm al-Kalam). S.J. Mc Carthy. Beyrouth: Imprimerie Catholique, 1953.
- al-Baqi, Muhammad Fuad. *The Concordance of the Quran*. Lahore: Suhail Academy, 1992.
- al-Ghamdi, Javed Ahmed. *Surah Al-Baqara*. Al-Maward. n.d. (<http://www.javedahmadghamidi.com/quran/82/P60>). (2017, 7 7 حاصل شدہ)
- Altaie, M. B. "Creation and the Personal Creator in Islamic Kalam". *Humanity, the World and God, Studies in Science and Theology* Lund University, Sweden (Vol. 11, 149-166: (2008).
- Altaie, M. Basil. *Has Science Killed the Belief in God*. Dr. Osama Athar. 2015.
- Benthmann, Erich W. *Bridge to Islam*. London: George Allen & Unwin, 1953.
- Chittick, William C. "Wahdat al-Wujud In Islamic Thought". *The Bulletin*, Jan.- Mar. 1999.
- Fazli, Abdu Hafeez. "The Qur'an: Creation or Command". *The Qur'anic Theology, Philosophy And Spirituality*, Abdul Hafeez Fazli. 78-61. Lahore: Depart of Philosophy, University of the Punjab Lahore, 2016.

- 
- Fazli, Abdul Hafeez“ .H. A.Wolfson & A. H. Kamali on the Origin of the Problem of Divine Attributes in Muslim Kalam میں ”. *The Qur'anic Theology, Philosophy And Spirituality* .Lahore: Dept of Philosophy, University of the Punjab, 2016.
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .Christian Theologians and Philosophers' View of Omniscience and Human Freedom ”. *Iqbal Review* (Iqbal Academy Pakistan) 47, نمبر 4 (October 2006): 33-68.
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .Divine Omnipotence and Human Freedom میں ”. *The Qur'anic Theology, Philosophy And Spirituality* ,Abdul Hafeez Fazli سے .Lahore: Dept of Philosophy, University of the Punjab, 2016.
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .Free Will and Predestinarian Verses in the Quran میں ”. *The Qur'anic Theology, Philosophy And Spirituality* ,Abdul Hafeez Fazli سے .Lahore: Dept of Philosophy, PU Lahore, 2016.
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .H. A. Wolfson and A. H. Kamali on the Problem of Divine Attributes in Muslim Kalam میں ”. *The Qur'anic Theology, Philosophy And Spirituality* , Abdul Hafeez Fazli سے .242-231 .Lahore: Dept of Philosophy, University of the Punjab Lahore, 2016.
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .Ibn Sina, al-Ghazali and Ibn Taymiyyah on the Origination of the World ”. *IJHR* (1)2 February.19-30 : (2013)
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .Iqbal's view of Omniscience and human freedom ”. *The Muslim World*. (2005) 95 نمبر ,
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .Is 'al-Haqq' one of al-Asma' al-Husna میں ”. *The Qur'anic Theology, Philosophy And Spirituality* ,Abdul Hafeez Fazli سے .399 .Lahore: Dept of Philosophy, PU Lahore, 2016.
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .Knowledge of Allah's Pleasure (Rada) and Knowledge of Allah's Will (Mashiyat ”. *(IJHSS) USA*) 19 نمبر 2, (Special Issue October 2012): 298-300.
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .Qur'an: Khalq ya Amr , (2003 ”. *(Taleemi Zawiyay* : (2003) (4)13 35-44
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .Qur'anic View of Omniscience and Human Freedom میں ”. *The Qur'anic Theology, Philosophy And Spirituality* ,Abdul Hafeez Fazli سے .The Department of Philosophy, University of the Punjab Lahore, 2016.
  - Fazli, Abdul Hafeez“ .The Qur'anic ontology and status of al-Haqq میں ”. *The Qur'anic Theology, Philosophy And Spirituality* .49-60 ,Lahore: Dept of Philosophy, University of the Punjab Lahore, 2016.
  - Ghamdi, Javed Ahmed .*Javed Ahmed's Videos* .n.d .  
<http://tune.pk/video/3594054/kismat-taqdeer-aur-insan-ka-ikhtiyar-javed-ahmed-ghamidi>.
  - Hourani, G.F“ .The dialogue between Al-Ghazali and the philosophers on the origin of the world ”. *The Muslim World*. (1958) 48
  - Hourani, G.F“ .The dialogue between Al-Ghazali and the philosophers on the origin of the world, part-I ”. *The Muslim World* vol.48.85-184 : (1958) 4 نمبر ,
  - Iqbal, Muhammad .*The Reconstruction of Religious Thought in Islam* ترتیب و تدوین .Muhammad Saeed Sheikh .Lahore: Institute of Islamic Culture, n.d.
  - JACKSON, JASON .*Ishmael or Isaac? The Koran or the Bible* ?n.d .  
<https://www.christiancourier.com/articles/1161-ishmael-or-isaac-the-koran-or-the-bible> (حاصل شدہ 15 7 2017)
  - Khaliq, Dr. Abdul“ .Problem of the Eternity / Createdness of the Quran in Early Islam' p.10-11 ”. *JR(H* ,xvi(2.(

- 
- Khan, Maulana Waheedudin“ .Islam on Secular Science ”. *The Milli Gazette* ) [www.milligazette.com/Archives/15082001/26.htm](http://www.milligazette.com/Archives/15082001/26.htm) ) 16 نمبر 2, (n.d.).
  - Koshal, Basit Bilal“ .Muhammad Iqbal's Reconstruction of the Philosophical Argument for the Existence of God" in میں ”. , *Muhammad Iqbal: A Contemporary* , Suheil Umer سے. Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2012.
  - Marmaduke Pickthall .The Glorious Qur'an (Text and Explanatory Translation .(Taj Company Ltd, 1984.
  - Michael E, . Marmura“ .Some aspects of Avicena's theory of God's knowledge of particulars ”. *Journal of the American Society*.304 :(1962) 83.3
  - “Attacks on religious belief میں ”. *Contemporary Debates in Philosophy of Religion* , Raymond J. VanArragon Michael L. Peterson سے, ترتیب و تدوین بذریعہ Raymond J. VanArragon Michael L. Peterson, 1-28 .Blackwell Publishing, 2004.
  - Nasr, Seyyed Hossein . *Ideals and Realities of Islam* .London:George Allen & Unwin Ltd, 1966.
  - Nasr, Seyyed Hossein“ .The Quran and Hadith as source and inspiration of Islamic Philosophy میں ”. *History of Islamic Philosophy part-1* سے, ترتیب و تدوین بذریعہ Seyyed Hossein Nasr and Oliver Leaman (eds) .(London: Routledge, 1996.
  - Orzel, Chad . *Six Things Everyone Should Know About Quantum Physics* .2015 , 7 8 . <https://www.forbes.com/sites/chadorzel/2015/07/08/six-things-everyone-should-know-about-quantum-physics/#8922ca7d4672> .(2017 , 6 7 حاصل شدہ)
  - Pervaiz, Ghulam Ahmed . *Lughat ul Qur'an (Urdu)* .(vols. 4 (in single binding ) نسخے ( Lahore, Pakistan: Idara Tal'u e Islam, 1984.
  - Pike, Nelson . *God and Timelessness* .London: Routledge & Kegan Paul, 1970.
  - Shahrastani, Muhammad b. Abd al Karim“ .Muslim Sects and Divisions میں ”. *Kitab al-Milal wa'l Nihal* ,Muhammad b. Abd al Karim Shahrastani سے, ترجمہ بذریعہ J.G. Flyni A.K.Kaz .London: Kegan Paul International, 1994.
  - Sheikh, M. Saeed . *Studies in Muslim Philosophy* .Kashmiri Bazar Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1974.
  - Swinburne, Richard . *The Coherence of Theism* .Oxford: Clarendon Press, 1977.
  - Tate, Karl . *Alternatives to the Big Bang Theory Explained* (Infographic .2014 , 2 21 . <http://www.space.com/24781-big-bang-theory-alternatives-infographic.html> .(2017 , 6 7 حاصل شدہ)
  - The Physics of the Universe: Cosmological theories through history .n.d . <http://physicsoftheuniverse.com/cosmological.html> . (
  - Wolfson, H.A“ .Avicena, Al-Ghazali and Averros on divine attributes ”. *Homenaje a Miltas vallicrosa II* .(1956)
  - — *Religious Philosophy: A Group of Essays* .Cambridge: The Belknap Press of Harvard University Press, 1961.
  - — *The Philosophy of the Kalam* .Cambridge: Harvard University Press , 1976.
  - Wollack, Dr. Edward J . *NASA* .2010 , 4 16 . [https://map.gsfc.nasa.gov/universe/bb\\_cosmo.html](https://map.gsfc.nasa.gov/universe/bb_cosmo.html) .(2017 , 6 7 حاصل شدہ)
  - — *NASA* .2012 , 12 21 . [https://map.gsfc.nasa.gov/universe/uni\\_age.html](https://map.gsfc.nasa.gov/universe/uni_age.html) 6 حاصل شدہ (2017 , 6
  - Yousaf Ali, Abdullah . *An English Interpretation of the Holy Quran* .Lahore Pakistan: Sh. Muhammad Ashraf, 1934.



- احمد، ڈاکٹر اسرار۔ ”خلافت کے اقتصادی نظام کی اصولی اساس۔“ ندائے خلافت (مرکزی انجمن خدام القرآن) 1، نمبر 4-5 (1992): 10.
- احمد، ڈاکٹر نعیم۔ ایام حبیبؐ، شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، 2002.
- احمد، ڈاکٹر نعیم۔ ایام حبیبؐ، شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۲۰۰۴ء، ”n.d.
- الازہری، پیر کرم شاہ۔ ضیاء القرآن۔ 1 جلد۔ لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1978.
- الغزالی، ابو حامد۔ الاقتصاد فی الاعتقاد . n.d.
- بریلوی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، سید محمد نعیم الدین۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، تفسیر خزائن العرفان۔  
http://quranpdf.blogspot.com/2013/03/kanzul-imaan-tarjumatul-quran-urdu.html .n.d  
(حاصل شدہ 15، 7، 2017).
- خان، بابا یحیٰ۔ ”کاجل کوٹھا، لے بابا ابابیل، شب دیدہ .“ n.d.
- شیدائی، ڈاکٹر عبدالخالق، پروفیسر یوسف۔ مسلم فلسفہ۔ سیکنڈ۔ ارادہ بازار لاہور: عزیز پبلشرز، 1988.
- عبدالقادر، ڈاکٹر قاضی۔ کشاف اصطلاحات فلسفہ (اردو - انگریزی) . کراچی: شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی، 1994.
- عرب، فقیر سید محمد رفاعی۔ تفسیر رفاعی۔ دینی کتب خانہ، 38 - اردو بازار لاہور. n.d.  
https://sites.google.com/site/tafseererafai/home
- فاضلی، حضرت فضل شاہ اور محمد اشرف۔ تفسیر فاضلی جلد دوم۔ لاہور: فاضلی فاؤنڈیشن، 1996.
- فاضلی، حضرت فضل شاہ، محمد اشرف۔ ”تفسیر فاضلی منزل چہارم۔“ فاضلی فاؤنڈیشن لاہور، 2012.
- —۔ تفسیر فاضلی منزل سوم۔ بار دوم۔ 7 نسخے۔ لاہور: فاضلی فاؤنڈیشن لاہور، 2010.
- —۔ تفسیر فاضلی۔ سیکنڈ۔ 2 جلد۔ 7 نسخے۔ لاہور: فاضلی فاؤنڈیشن، 1996.
- —۔ تفسیر فاضلی منزل اول۔ 1. 1 جلد۔ 7 نسخے۔ لاہور: فاضلی فاؤنڈیشن، 1982.
- —۔ تفسیر فاضلی منزل اول۔ سیکنڈ۔ 7 نسخے۔ لاہور: فاضلی فاؤنڈیشن، 1992.
- —۔ تفسیر فاضلی منزل ششم۔ لاہور: فاضلی فاؤنڈیشن، n.d.
- —۔ تفسیر فاضلی منزل ہفتم۔ 7 نسخے۔ فاضلی فاؤنڈیشن، 1998.
- فاضلی، عبدالحفیظ۔ ”تخلیق، صدور اور ہم ازلیت۔“ اقبالیات (اقبال اکیڈمی لاہور)، جنوری - جولائی 1988: 181-199.
- فاضلی، عبدالحفیظ۔ ”قدرت مطلق اور انسانی آزادی۔“ الحکمت (شعبہ فلسفہ جامعہ پنجاب) 20 (2000).
- فاضلی، عبدالحفیظ۔ ”کیا اللہ الدھر ہے!“ الحکمت (شعبہ فلسفہ جامعہ پنجاب لاہور) 29 (2009): 1-16.
- فاضلی، عبدالحفیظ۔ ”مسئلہ ذات و صفات۔“ اقبالیات (اقبال اکیڈمی پاکستان)، جولائی-ستمبر 1999: 27-43.
- فتح اللہ گلن، محمد۔ ”تقدیر: کتاب و سنت کی روشنی میں۔“ ترتیب و تدوین بذریعہ نظر ثانی شازیہ یعقوب، ترجمہ بذریعہ محمد خالد سیف۔ اسلام آباد: ہارمنی پبلیکیشنز، 2009.
- کمالی، عبدالحمید۔ ”ماہیت خود آگہی اور خودی کی تشکیل۔“ اقبال ریویو (اقبال کادمی پاکستان)، نمبر جولائی 1963ء، (1963).
- کمالی، عبدالحمید۔ ”مقولہ صفات اور تصور اسماء۔“ اقبال ریویو (اقبال کادمی پاکستان لاہور)، جولائی 1964: 5-13.
- مسلم، امام۔ ”صحیح مسلم شریف مع شرح نووی (مختصر)۔“ ترجمہ بذریعہ علامہ وحید الزماں۔ مشتاق بک کارنر، اردو بازار، لاہور، 1995.
- ندوی، مولانا محمد حنیف۔ ”ابن تیمیہ کا تصور صفات۔“ پاکستان فلسو فیکل جرنل (پاکستان فلسفہ کانگریس)، جنوری 1962.
- باکنگ، سٹیون۔ وقت کا سفر۔ ترجمہ بذریعہ ناظر محمود۔ لاہور: روہتاس بکس، 1992.